مصباح الظلام فی حیات سیدنا عیسی علیه الصلوۃ والسلام

وقائع حیات سیدنا حضرت

عیسی علیہ السلام

از قلم

جناب حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب

﴿مدیر ماہنامہ الہلال مانچسٹر﴾

ناشر

حکیم الامت اکیڈمی مانچسٹر

HAKEEM UL UMMAT ACADEMY

P.O. Box No. 38 - Manchester M16 7AN. U.K.

حکیم الامت اکیڈمی مانچسٹر

مصباح الظلام فی حیات سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

وقائع حیات سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

از قلم

جناب حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب

مدیر ماهنامه الهلال مانچستر

HAKEEM UL UMMAT ACADEMY

Box No. 30 Manchester M16 7AN U.K.

مصباح الظلام فی حیات سیدنا عیسی علیه الصلوة والسلام

وقائع حیات سیدنا حضرت

عیسی علیہ السلام

از قلم

جناب حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب
﴿مدیر ماهنامه الهلال مانچسٹر﴾

ناشر ......حکیم الامت اکیڈیمی
HAKEEM UL UMMAT ACADEMY
P.O. BOX 36 MANCHESTER M16 7AN
ENGLAND

نام کتاب	وقائع حیات سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام
نام مؤلف	حافظ محمد اقبال رنگونی (مدیر ماہنامہ الھلال مانچسٹر)
ناشر	حکیم الامت اکیڈیمی مانچسٹر
تعداد	ایک ہزار
صفحات	۱۱۲
کمپوزنگ	حافظ محمد اقبال

ملنے کا پتہ

> HAKEEM UL UMMAT ACADEMY P.O. BOX 36 MANCHESTER M16 7AN (U.K)
> Masjid imdadia 26 Blackburn Street old trafford Manchester 16 9LJ
> Islamic Dawah Academy 120 Melbourne Road Leicester L32 (U.K)
> Imam Abu Yusuf Academy 85 Walmersley Road Bury (U.K)
> KhatmeNubuwwat Academy 387 Katrine Road Forest Gate LondonE78LT
> Islamic Academy Upper Brook Street Manchester M13 9TD
Tel 0161 232 9851

پاکستان میں ملنے کا پتہ

حافظ عبدالرحیم...... ۳ الیف 2/3 ناظم آباد نمبر ۳ کراچی ۱۸
صدیقی ٹرسٹ المنظر اپارٹمنٹس ۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی

اجمالی فہرست

☆......مقدمہ
☆......وقائع حیات سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام
☆......حضرت یحیٰ اور حضرت عیسی علیھما السلام
حضرت عیسی کی بن باپ پیدائش
عیسائیوں کے ایک سوال کا جواب
حضرت عیسی کی بعثت ورسالت
حضرت عیسی کے معجزات
حضرت عیسی کی حیات ملاء اعلی
حضرت عیسی کی آمد ثانی کا عقیدہ
حضرت عیسی کا قرب قیامت نزول سماوی
حضرت عیسی کے نزول کے منکرین کا حکم
حضرت عیسی کے دور کا عام نقشہ
حضرت عیسی کے نزول کی حکمتیں
حضرت عیسی علیہ السلام کے قیمتی ارشادات
حضرت عیسی علیہ السلام کی ایک دعا
☆☆☆☆☆

مقدمہ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

سیدنا حضرت عیسی روح اللہ علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر پیغمبر اور عظیم المرتبت رسول ہیں آپ کی زندگی کا ہر گوشہ (ولادت سے لے کر رفع آسمانی اور پھر نزول سے حجرہ مبارکہ میں تدفین تک) عجیب وغریب ہے آپ بنی اسرائیل کی جانب مبعوث ہوئے مگر اس قوم کے ایک بڑے گروہ (یہود) نے نہ صرف یہ کہ آپ کو خدا کا رسول ماننے سے انکار کردیا بلکہ آپ کی تکذیب واستہزاء کے ساتھ ساتھ آپ پر اور آپ کی والدہ محترمہ پر طرح طرح کے الزامات بھی لگائے اور آپ کے خلاف دن رات سازشیں کرتے رہے حتی کہ آپ کو شہید کرنے کے منصوبے تک بناڈالے اور بقول انکے انہوں نے حضرت مسیح کو شہید کرکے اپنے ہاتھ ان کے خون سے رنگ دئے اور وہ اب تک یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کو شہید کرکے اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو چکے ہیں۔
اس کے برعکس بنی اسرائیل کا ایک اور بڑا طبقہ (نصاری) آپ پر ایمان لاتا ہے آپ کو مقدس و معظم مانتا ہے اور آپ کی عزت واحترام کرتا ہے اور اپنے آپ کو آپ کی طرف منسوب کرنا (عیسائی سمجھنا) باعث فخر سمجھتا ہے جب تک آپ ان میں رہے ان کے ایمان کی حفاظت ہوتی رہی اور یہ لوگ آپ کی نگرانی میں رہے مگر جب آپ اس دنیا سے آسمان پر چلے گئے تو پھر ان کے عقیدہ وعمل فساد اور بگاڑ پیدا ہوگیا یہ لوگ آپ کی محبت وعظمت اور احترام وعقیدت کے نام پر اس قدر آگے جانکلے کہ ان کے مذہبی رہنماؤں اور درویشوں نے نہ صرف آپ کی تعلیم اور شریعت کا حلیہ بدل دیا بلکہ انہوں نے خدا اور بندے کا فرق ہی مٹاڈالا اور آپ کو خداوند اور خدا کے بیٹا قرار دینے میں کوئی جھجک محسوس نہ کی۔
حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں یہود ونصاری کے اس متضاد عقائد کی معرکہ آرائی آج تک قائم ہے آج بھی یہود آپ کے شدید ترین مخالف ہیں اور آج بھی انکی زبانیں آپ کے خلاف زہر کا لاوا اگلتی ہیں اور آپ کو برا کہنے میں انہیں حیاء نہیں آرہی ہے یہود کی کتابوں میں آج بھی ایسی گندی باتیں اور روایتیں موجود ہیں اور وہ اسے اپنے عقائد میں جگہ دیتے ہیں اسی طرح نصاری بھی اپنے عقائد کا برملا اظہار کرتے ہیں اور آپ کے خداوند یا فرزند خدا ہونے کا برسرعام پرچار کررہے ہیں۔ان دونوں قوموں کی مذہبی اور تاریخی کتابوں کا مطالعہ کرنے والا جانتا ہے کہ یہ دونوں قومیں آپ کی صحیح تصویر پیش کرنے سے

قاصر ہیں جو کچھ ہے وہ تعصب وعداوت کی ایک خوفناک آگ ہے جو ایک طرف بڑی تیزی سے بھڑک رہی ہے یا محبت وعقیدت میں اس درجہ غلو وافراط ہے کہ اب وہ اس سے نیچے آنے کیلئے تیار نہیں اور انہیں اس حقیقت کا سامنا کرنے کی ہمت وجرات ہی نہیں ہے جو ان کی کتابوں سے واضح ہوتی ہیں

یہ قرآن کریم ہے جس نے سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کی شخصیت مطہرہ اور آپ کی حیات مبارکہ کے مختلف اور اہم گوشوں کو اس انداز میں آشکارا کیا کہ اس سے جہاں یہود کے عقائد ونظریات کی تردید ہوئی تو ساتھ ہی ساتھ نصاری کے فاسد نظریات کا بھی رد کیا اور بتایا کہ آپ خدا کے جلیل القدر رسول ہیں اور خدا کے بندے اور انسان ہیں آپ کو جس طرح خدا کے رسولوں کی فہرست سے خارج کردینا کفر ہے اسی طرح آپ کو انسانیت اور عبدیت سے نکال کر خدائی صفات کا حامل قرار دینا بھی کفر ہے۔ آپ کو خدا کا رسول نہ ماننے والا اور آپ پر طرح طرح کے گندے الزامات لگانے والا جس طرح خدا کی بادشاہی میں نہ جاسکے گا اسی طرح آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا بتانے والا بھی وہاں کی ابدی راحت نہ پاسکے گا

قرآن کریم نے حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت ورسالت تو درکنار آپ کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت کا بھی اس انداز میں ذکر کیا ہے اب ان کی پاک دامنی پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا یہود کو بتایا گیا کہ حضرت مریم مومنہ صالحہ اور بڑی اطاعت گزار اور وفا شعار بندی تھیں اور نصاری پر واضح کردیا گیا کہ حضرت مریم نہ خدا کی بیوی ہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی قسم کی کوئی شراکت کہ اب تم ان کو خدا کی عبادت میں شریک ٹھہرالو نیز حضرت عیسی علیہ السلام کی سیرت اور آپ کی تعلیمات کو اس طرح اجاگر کیا کہ اب نہ ان کی رسالت پر کوئی شبہ واقع ہوسکتا ہے اور نہ ہی آپ کی انسانیت میں کوئی شک ہوسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک مومن آپ کی محبت وعظمت اور آپ کے ادب واحترام میں کبھی پیچھے نہیں رہتا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی تعلیمات میں بھی حضرت عیسی علیہ السلام کے زندگی کے اہم گوشے (خاص کر آپ کے رفع اور نزول کے بعد کے وقائع) جس طرح بے نقاب ہوئے ہیں اس سے ہر اشکال اور ہر شبہ ختم ہوجاتا ہے

قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کی سیرت وسوانح اور آپ کے وقائع حیات ایک ترتیب کے ساتھ راقم الحروف پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے اس میں آپ دیکھیں گے کہ اسلام نے سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کا تذکرہ کس قدر عظمت بھرے لفظوں میں کیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو تاکید کی ہے کہ وہ بھی آپ کو اسی عزت عظمت اور عقیدت ومحبت سے یاد کریں۔

راقم الحروف کا یہ مضمون ماہنامہ الہلال مانچسٹر (برطانیہ) کے دسمبر ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا بعد ازاں مزید اضافوں کے ساتھ مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے ترجمان ماہنامہ دارالعلوم کے جنوری ۲۰۰۱ء کے شمارے میں شائع ہوا ہندوستان اور برما کے متعدد علماء کرام نے مضمون کی اہمیت کے پیش نظر اسے کتابی شکل میں شائع کرنے کا حکم دیا چنانچہ اب یہ مضمون ایک نئی ترتیب کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

کتاب کے آخر میں سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کے ستر سے زائد ارشادات بھی نقل کردئے گئے ہیں جو دوران مطالعہ نظر سے گذرے تھے۔

دور حاضر میں سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کے تذکرہ میں سب سے زیادہ اہم عنوان آپ کی حیات سماوی اور قرب قیامت آپ کے آسمان سے اترنے کا ہے حالانکہ یہ عنوان کبھی اختلافی اور نزاعی نہیں رہا شروع سے آج تک مسلمان اسی عقیدے پر متفق رہے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ نے یہود کے ناپاک ہاتھوں سے محفوظ رکھا اور اپنی قدرت کاملہ سے آپ کو آسمان پر اٹھالیا اور قرب قیامت آپ کا نزول ہوگا اور آپ دین محمدی کی تائید ونصرت کریں گے اور ہر جگہ اسلام کا پرچم لہرائیں گے۔

مگر افسوس کہ چودھویں صدی کے شروع میں ہندوستان میں ایک گروہ اٹھا جس نے مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر اور اسلام کا نام لے کر سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کی عزت وپاکدامنی پر جارحانہ حملے شروع کئے یہ گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کا تھا جس نے کتابوں اور اشتہارات کے ذریعہ نہ صرف آپ کی مقدس ذات پر نازیبا جملے کسے اور دن رات کسے بلکہ آپ کے پاک خاندان پر بھی ناروا حملے جاری رکھے اور اس پورے خاندان کو ایک غلط کار خاندان ثابت کرنے میں دن رات ایک کردیا۔ مرزا غلام احمد نے حضرت عیسی علیہ السلام کے معجزات کا مذاق اڑایا آپ پر پھبتی کسی اور آپ کے بارے میں مسلمانوں کے اجماعی عقائد کا نہ صرف کھلا انکار کیا بلکہ ان اجماعی عقائد کو استہزاء وتمسخر کا نشانہ بنایا پھر اس نے اپنی کتابوں میں حضرت عیسی علیہ السلام کی جو تصویر پیش کی اس سے آپ کا خدا کا رسول ہونا تو کجا ایک شریف شخص ہونا بھی مشکل نظر آرہا تھا۔ (العیاذ باللہ تعالی)

اللہ جل شانہ حضرات علماء اسلام کو جزائے خیر دے جنہوں نے مرزا غلام احمد کی ان کفریہ حرکتوں کا بروقت نوٹس لیا اور دلائل وبراہین کے ذریعہ ثابت کردکھایا کہ مرزا غلام احمد نے حضرت عیسی علیہ السلام کی جو تصویر پیش کی ہے اور آپ کے متعلق جو عقیدہ بتایا ہے وہ اس کا اختراعی عقیدہ ہے جس کا اسلامی عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہے اسلام نے حضرت عیسی علیہ السلام کی جو تصویر بتائی اور دکھائی ہے اور آپ کے بارے میں جو عقیدہ رکھنے کی تعلیم وہدایت دی ہے وہ قرآن کریم اور احادیث میں تفصیل سے موجود ہے اور خود مرزا غلام احمد بھی اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں میں اسی مسلمانوں والے عقیدے پر رہا ہے اور پھر ذاتی مقاصد کے تحت اس نے اس عقیدے سے کروٹ لی اور کفر کی وادی میں جاگرا۔ رہا علماء امت اور صلحاء ملت پر یہ الزام کہ وہ بھی اس عقیدے پر تھے جو مرزا غلام احمد کا تھا سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد نے جن اکابرین امت کی علمی منزلت تسلیم کی ہے وہ سب کے سب بھی مرزا غلام احمد کے اس بناوٹی اور گھناؤنے عقیدے کو مسترد کرچکے ہیں اسکی تفصیل راقم الحروف کے رسالہ ﴿ الدلائل الباهرة في نزول عيسى بن مريم الطاهرة ﴾ (مطبوعہ ۱۹۸۸ء) میں موجود ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالی راقم الحروف کی اس محنت کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کا نفع عام فرماوے۔ آمین

فقط

محمد اقبال رنگونی عفاللہ عنہ
(۱۲محرم الحرام ۱۴۲۲ھ)

وقائع حیات

سیدنا حضرت عیسی

﴿روح الله عليه الصلاة والسلام﴾

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

سیدنا حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اللہ تعالی کے جلیل القدر اور اولوالعزم رسول اور انبیاء بنی اسرائیل کے خاتم ہیں۔ بنی اسرائیل میں جاری رہنے والا یہ سلسلہ نبوت آپ پر ختم کردیا گیا۔ آپ سلسلہ انبیاء بنی اسرائیل کے جس طرح خاتم ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء ومرسلین کے خاتم ہیں اور آپ پر ہر قسم کی نبوت کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے درمیان کوئی اور نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالی نے آپ کو اپنی قدرت کا نشان بنایا اور آپ نے ماں کی گود میں نبوت کا اعلان کیا۔ آپ بڑے ہوئے تو آپ کو انجیل عطا فرمائی اور بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا۔۔

☆ ..... حضرت عمرانؓ اور حضرت حنہؓ

بنی اسرائیل میں حضرت عمران اپنی نیکی اور شرافت کی بناء پر لائق احترام بزرگ تھے آپ کی اہلیہ حضرت حنہ بھی خدا ترس اور پارسا خاتون تھیں اور پوری قوم ان دونوں کے زہد وتقوی اور شرافت وطہارت کی معترف تھیں
حضرت عمران کے گھر اولاد نہ تھی حضرت حنہ متمنی تھیں کہ انکے گھر اولاد ہو اور اپنی اس تمنا کے پوری ہونے کیلئے اللہ سے دعا بھی کرتی تھیں
ایک مرتبہ حضرت حنہ صحن مکان میں چہل قدمی کررہی تھیں دیکھا کہ ایک پرندہ اپنے بچے کو بھرا رہا ہے حنہ کے دل پر یہ دیکھ کر سخت چوٹ لگی اور اولاد کی تمنا نے جوش مارا اور حالت اضطراب میں بارگاہ الٰہی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھادئے اور عرض کی
پروردگار۔ اسی طرح مجھ کو بھی اولاد عطا کر کہ وہ ہماری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بنے
دل سے نکلی ہوئی دعا نے قبولیت کا جامہ پہنا اور حنہ نے چندروز بعد محسوس کیا کہ وہ حاملہ ہیں حنہ کو اس احساس سے اس درجہ مسرت ہوئی کہ انہوں نے نذر مان لی کہ جو بچہ پیدا ہوگا اس کو ہیکل (یعنی مسجد اقصی) کی خدمت کے لئے وقف کردوں گی
بہرحال اللہ تعالی نے عمران کی بیوی حنہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور وہ مسرت وشادمانی کے ساتھ امید برآنے کی گھڑی کا انتظار کرنے لگیں (قصص القرآن ج۴ ص ۱۸)

☆ ..... حضرت مریم بنت عمرانؑ کی ولادت

جب مدت حمل پوری ہوگئی تو حضرت حنہ کے ہاں لڑکی کی پیدائش ہوئی یہ پاکباز اور مقدس لڑکی حضرت مریم علیہا السلام ہیں جو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہیں آپ کے والد حضرت عمران آپ کی پیدائش سے پہلے ہی دنیا چھوڑ چکے تھے (فتح الباری ج ۶ ص ۳۶۴) آپ کی والدہ محترمہ حضرت حنہ نے حضرت مریم کی پرورش فرمائی اور نذر کے مطابق آپ کو ہیکل سلیمانی کی خدمت کے لئے وقف کردیا حضرت زکریا علیہ السلام ان دنوں موجود تھے جو حضرت مریم کے خالو تھے حضرت مریم اللہ کے ایک نبی اور مقدس بندے کی زیرنگرانی تربیت پاتی رہیں۔
حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کی تربیت کے دنوں میں آپ سے غیر معمولی نشانات قدرت دیکھے تھے۔ جس سے آپ کو پتہ چل گیا تھا کہ حضرت مریم خدا کی برگزیدہ بندی ہیں اور خدا کے ہاں انکا بڑا اونچا مقام ہے حضرت مریم کے لئے ہیکل میں ایک حجرہ مخصوص کردیا گیا جس میں آپ مصروف

عبادت رہتیں آپ دیکھتے کہ ہیکل کے اس حجرہ میں بے موسم کے پھل آتے ہیں سردی کے دنوں میں گرمی کے پھل اور گرمی کے ایام میں سردی کے پھل ہوتے تھے اور غیب سے ان کے لئے کھانے کا عجیب وغریب انتظام ہوتا تھا

فکان یجد عندھا فاکھة الشتاء فی الصیف و فاکھة الصیف فی الشتاء

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۷۔ تفسیر نسفی ۲۱۶)

حضرت مریم علیہا السلام ایک عرصہ تک مقدس ہیکل میں رہیں اور ہیکل کی خدمت کرتی رہی۔ آپ کا زہد وتقویٰ بنی اسرائیل میں ضرب المثل بن گیا تھا اور ہر کوئی آپ کی دینداری کی تعریف کرتا تھا آپ کا سارا وقت اسی مقدس ہیکل میں یاد الٰہی میں گذرتا۔ ضروری کام کاج کے سوا کبھی آپ اس عبادت گاہ سے باہر نہیں گئیں۔ حضرت مریم کی تقدیس وتطہیر کا اعلان اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ اس طرح فرمایا ہے

یامریم ان اللہ اصطفاك وطھرك واصطفاك علی نساء العالمین یا مریم اقنتی واسجدی وارکعی مع الراکعین (پ ۳ آل عمران)

(ترجمہ) اے مریم اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھ کو سب جہان کی عورتوں پر۔۔

حضرت مریم ایک مرتبہ کسی ضروری کام کے لئے مقدس ہیکل کے مشرقی جانب بیٹھی ہوئی تھیں کہ اچانک خدا کا مقرب فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں ظاہر ہوئے۔

عہد نامہ جدید (بائیبل) میں ہے

جبرئیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرہ تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا اور اس کنواری کا نام مریم تھا (لوقا باب اورس ۲۶)

حضرت مریم نے ایک اجنبی مرد کو سامنے دیکھا تو گھبرا گئیں اور کہنے لگیں کہ اگر تجھے ذرا بھی خدا کا خوف ہے تو میرے پاس سے ہٹ جا۔ فرشتے نے کہا میں انسان نہیں خدا کا فرشتہ ہوں مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ میں تجھے خدا کی طرف سے ایک خوشخبری دینے کے آیا ہوں

ان اللہ یبشرك بکلمة منه اسمه المسیح عیسی بن مریم وجیھا فی الدنیا والآخرة و من المقربین و یکلم الناس فی المھد وکھلا و من الصلحین (پ ۳ آل عمران ۴۵۔۴۶)

(ترجمہ) بے شک اللہ تجھے اپنے ہاں سے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے اس کا نام مسیح بن مریم ہوگا۔ (اس میں اشارہ کردیا گیا کہ وہ صرف ماں سے ہوگا) دنیا اور آخرت میں وجاہت پائے گا۔ خدا کے قرب میں رہنے والوں میں ہوگا اور لوگوں سے باتیں کرے گا گود میں بھی اور ادھیڑ عمر میں بھی اور ہوگا نیک بختوں میں سے۔

حضرت مریم نے فرشتے کی زبانی یہ بشارت سنی تو آپ کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہنے لگیں مجھے لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جب کہ مجھے آج تک کسی بھی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا کہ میں نے نہ تو نکاح کیا ہے اور نہ میں نے کبھی کوئی برا کام کیا ہے۔ جبرائیل امین نے اس کے جواب میں فرمایا

کذالك اللہ یخلق ما یشاء اذا قضی امرا فانما یقول له کن فیکون (آل عمران ۴۷)

(ترجمہ) اسی طرح اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہوجا سو وہ ہوجاتا ہے

عہد نامہ جدید (بائیبل) میں یہ واقعہ اس طرح ملتا ہے

فرشتہ نے اس کے پاس اندر آکر کہا سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے خداوند تیرے ساتھ ہے وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے فرشتہ نے اس سے کہا اے مریم تو خوف نہ کر کیونکہ خداوند کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا اس کا نام یسوع رکھنا اور وہ بزرگ ہوگا...... مریم نے فرشتہ سے کہا کہ یہ کیونکر ہوگا جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی اور فرشتہ نے جواب میں کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی...... مریم نے کہا دیکھ میں خداوند کی بندی ہوں میرے لئے تیرے قول کے موافق ہو تب فرشتہ اس کے پاس سے چلا گیا (لوقا باب اورس ۲۸ تا ۳۸)

حضرت جبرائیل نے حکم الٰہی کے تحت آپ کے گریبان میں ایک پھونک ماری اور روانہ ہوگئے حضرت مریم حکم خدا سے حاملہ ہوگئیں جوں جوں ولادت کے دن قریب آتے آپ بشری تقاضے کے تحت پریشانی سے دوچار ہوتی رہیں آپ نے اس خیال کے تحت کہ قوم آپ کو کیا کیا طعنے دے گی مقدس ہیکل سے دور کوہ سراہ کے ایک ٹیلے پر چلی آئیں (جو اب بیت اللحم کے نام سے معروف ہے) یہاں آپ کو دردزہ شروع ہوا تو تکلیف کے مارے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئیں اور انتہائی پریشانی کے عالم میں کہنے لگیں کہ کاش کہ اس وقت کے آنے سے پہلے میں مرگئی ہوتی اور لوگ مجھے بھلا چکے ہوتے آپ ابھی یہ کہنے پائی تھی کہ یکا یک خدا کے فرشتے کی آواز آئی

الا تحزنی قد جعل ربك تحتك سریا و ھزی الیك بجذع النخل تسقط علیك رطبا جنیا فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا (پ ۱۶ سورہ مریم ۲۴۔۲۶)

(ترجمہ) غمگین مت ہو تمہارے رب نے تو تمہارے نیچے ہی میں ایک چشمہ پیدا کردیا ہے اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ اس سے تم پر تر و تازہ خرمے گریں گے اور کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو اور اگر کسی بشر کو دیکھنا تو کہہ دینا کہ میں نے تو خدا رحمٰن کے لئے روزہ کی نذر مان رکھی

ہے سو میں آج کسی انسان سے بولوں گی نہیں۔
حضرت مریم اس آواز سے مطمئن ہوگئیں اور آنے والے وقت کو خدا کے فضل و کرم اور اس کی مشیت پر چھوڑ دیا یہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت با سعادت ہوئی پھر آپ حکم الٰہی کے تحت اپنے بچے کو گود میں اٹھائے اپنے لوگوں میں آئیں لوگوں نے جب آپ کے ہاتھ میں ایک بچہ دیکھا تو پکار اٹھے کہ اے مریم یہ کیا ہے؟ نہ تیرا باپ ایسا تھا نہ تیری ماں نے کبھی ایسا کام کیا ہے تجھے کیا ہوا کہ تو یہ بچہ اس طرح بغیر نکاح کے لے آئی ہے حضرت مریم بجائے اس کے کہ خود جواب دیتی آپ نے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو لوگوں نے کہا ہم اس دودھ پیتے بچے سے کیسے بات کر سکتے ہیں۔؟ اس وقت بچہ بول پڑا۔

قال انی عبد الله اتا نی الکتب و جعلنی نبیا و جعلنی مبارکا اینما کنت و اوصانی بالصلوۃ و الزکوۃ ما دمت حیا وبرا بوالدتی و لم یجعلنی جبارا شقیا و السلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا (پ۱۲ سورہ مریم ۳۰۔۳۴)

(ترجمہ) فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور اس نے مجھے نبی بنایا اور (اسی نے) مجھے بابرکت بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور (اسی نے) مجھے نماز اور روزہ کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں اور مجھے میری والدہ کے ساتھ نیکی کرنے والا (بنایا) اور مجھے سرکش و بد بخت نہیں بنایا اور میرے اوپر سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا

قوم نے جب ایک دودھ پیتے بچے کی یہ بات سنی تو حیران رہ گئے اب انہیں یقین ہوگیا کہ حضرت مریم کا دامن بلاشبہ ہر قسم کی برائی سے پاک ہے اور اس بچے کی پیدائش کا معاملہ یقیناً منجانب اللہ سب کے لئے ایک نشان اور حضرت مریم کی سچائی کا عنوان ہے

☆ ......حضرت یحیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مبشر و مصدق ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان چند اولوالعزم جلیل القدر اور مقدس رسولوں میں سے ایک ہیں کہ ان کی آمد سے قبل انبیاء بنی اسرائیل ان کے حق میں منادی کرتے اور انکی آمد کی بشارت سناتے تھے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی آمد سے قبل اس طرح بشارت دی تھی
''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا''
یہ بیان عہد نامہ قدیم (بائبل) کی کتاب استثناء کے باب ۳۳ کے ورس ۲۰ میں ہے۔ یہاں سینا سے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی طرف اشارہ ہے اور شعیر (ساعیر) سے طلوع ہونے سے مراد حضرت عیسیٰ کی نبوت کا اعلان ہے کیونکہ انکی ولادت باسعادت اسی پہاڑ کے ایک مقام پر ہوئی ہے اور فاران سے جلوہ گر ہونے کا معنی آفتاب رسالت سرور دو عالم ﷺ کی بعثت کا اعلان ہے۔ اس میں پیغمبر آخر الزمان کی بعثت کی بشارت بھی دی گئی ہے۔
حضرت یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں ہے

دیکھ میں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیری راہ تیار کرے گا بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ خداوند کی راہ تیار کرو اس کے راستے سیدھے بناؤ (باب ۴۰ ورس ۳۔۸ بحوالہ قصص القرآن)

اس بیان میں پیغمبر سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں اور ان کے آنے کی خبر حضرت یسعیاہ کے ذریعہ دی جارہی ہے بیابان میں پکارنے کا ذکر متی باب ۳ ورس ۳ لوقا باب ۳ ورس ۴ میں موجود ہے اسی طرح حضرت یحیٰ علیہ السلام سے بھی آپ کی آمد کا مژدہ سنایا جارہا ہے اور بیابان میں صدا لگانے والے بزرگ یہی ہیں۔ اور خود حضرت یحیٰ علیہ السلام نے اس کا مصداق اپنے کو بتایا ہے (دیکھئے عہد نامہ جدید یوحنا باب اورس ۲۳)
عہد نامہ جدید کی پہلی کتاب متی کا یہ بیان ملاحظہ کیجئے

نبی (یسعیاہ علیہ السلام) کی معرفت یوں لکھا گیا ہے اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا (باب ۲ ورس ۱۔۶)

عہد نامہ جدید کے دوسرے مقامات پر بھی حضرت یحیٰ علیہ السلام کی زبانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ملتی ہے۔ قرآن کریم نے حضرت یحیٰ علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مبشر بتایا ہے

ان الله یبشرك بیحیی مصدقا بکلمة من الله (پ۳ آل عمران)
(اے زکریا) بیشک اللہ تعالیٰ تجھے یحیٰ کی خوشخبری دیتا ہے کہ اللہ کے کلمہ کی
تصدیق کرے گا

یہاں کلمۃ اللہ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس سے واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل انبیاء کرام بالخصوص حضرت یحیٰ علیہ السلام آپ کے منادا ور مبشر رہے بعض علماء نے یہاں یہ نکتہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اعلان اور ان پر ایمان لانے والوں میں سب سے پہلے سیدنا حضرت یحیٰ علیہ السلام ہیں اور مصدقا بکلمة من الله اس بات کی واضح دلیل ہے

☆ ......حضرت عیسی علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے ہیں

قرآن کریم کے اس بیان سے واضح ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت باسعادت خدائے وحدہ لاشریک کی قدرت کا نشان اور اس کی شان تخلیق کا ایک عجیب مظہر ہے آپ کی ولادت بن باپ ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث کریمہ میں دیگر انبیاء کرام کے والد کا ذکر ساتھ ساتھ چلتا ہے انبیاء کرام اپنے اپنے والد کی جانب منسوب ہیں جب کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت ہمیشہ ماں کی طرف رہی ہے اور ہمیشہ آپ کو عیسیٰ ابن مریم کہہ کر پکارا گیا۔قرآن کی کسی آیت اور کسی حدیث میں آپ کے والد کا کوئی ذکر نہیں ملتا اس سے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے کوئی والد نہ تھے (آپ کی صرف ماں تھی)

ان عیسی لا اب لہ (المصنف لعبد الرزاق ج ۱ اص ۴۲)

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ قرآن کی آیت ان مثل عیسی کی تفسیر میں فرماتے ہیں

﴿ ان مثل عیسی ﴾ مثل تخلق عیسی ﴿ عندالله ﴾ بلا اب ﴿ کمثل آدم خلقه من تراب ﴾ بلا اب وام ﴿ ثم قال له ﴾ یا عیسی ﴿ کن فیکون ﴾ ولدا بلا اب ﴿ الحق ﴾ هو الخبر الحق ﴿ من ربك ﴾ ان عیسی لم یکن الله و لا ولده و لا شریکه ﴿ فلا تکن من الممترین ﴾ من الشاکین فیما بینت لك من تخلیق عیسی بلا اب (تفسیر ابن عباس)

حضرت عبد اللہ بن عباس اس آیت میں کس صراحت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا نے بغیر باپ کے وجود بخشا ہے اور یہ صرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ تین تین مرتبہ فرمایا کہ حضرت عیسی کا باپ کوئی نہیں یہ اس لئے کہ کوئی شخص کسی طرح بھی شک میں نہ رہے۔

حضرت علامہ قرطبی (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں

اعتقاد ان عیسی علیه السلام لااب له واجب فاذا تقرر اسمه منسوباً لام استشعرت القلوب مایجب علیها اعتقاده من نفی الاب عنه۔ (تفسیر قرطبی ج ۶ ص ۲۲)

حضرت علامہ حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

﴿ عیسی بن مریم ﴾ نسبة الی امه حیث لا اب له (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۴)

حکیم الامت حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فرزند حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی کا بیان ملاحظہ کیجئے آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں اردو زبان میں تفسیر تحریر فرمائی ہے اور سب مسلمانوں کے ہاں اس تفسیر کو مستند مانا گیا ہے آپ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں

حضرت آدم کو جو بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اسے خدا کا بیٹا نہیں کہتے پھر جو شخص کہ پیدا ہوا ماں سے۔بغیر باپ کے۔اسے کیونکر بیٹا خدا کا کہتے ہیں اور خدا تعالی قدرت رکھتا ہے جو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اگر ایک کو بغیر باپ کے فقط ماں ہی سے پیدا کیا تو کیا تعجب ہے۔۔۔پھر حضرت عیسی کے پیدا ہونے کی اسی طرح جو بیان کی سچ ہے تیرے پروردگار کی طرف سے پھر مت رہ تو شک لانے والوں سے یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کے پیدا ہونے میں۔بغیر باپ پیدا ہوئے کچھ شبہ نہیں (تفسیر موضح القرآن ص ۵۷)

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ سورہ مریم کی آیت ولنجعلہ آیۃ للناس کے تحت لکھتے ہیں

ہماری حکمت اس کو مقتضی ہے کہ بدوں مس بشر کے محض عورت کے وجود سے بچہ پیدا کیا جائے اور وہ دیکھنے اور سننے والوں کیلئے ہماری قدرت عظیمہ کی ایک نشانی ہو کیونکہ تمام انسان مرد و عورت کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں آدم علیہ السلام دونوں کے بدوں پیدا ہوئے اور حوا کو صرف مرد کے وجود سے پیدا کیا گیا چوتھی صورت یہ ہے جو حضرت مسیح میں ظاہر ہوئی کہ مرد کے بدوں صرف عورت کے وجود سے ان کا وجود ہوا اس طرح پیدائش کی چاروں صورتیں واقع ہوگئیں پس حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود قدرت الہیہ کا ایک نشان اور حق تعالی کی طرف سے دنیا کیلئے بڑی رحمت کا سامان ہے۔(فوائد القرآن ص ۳۹۷)

مولانا عبد الماجد دریا آبادی سورہ مریم کی آیت ﴿وبرا بوالدتی ﴾ کے ذیل میں لکھتے ہیں

اس حسن سلوک کے موقع پر بجائے والدین کے صرف والدہ کا نام لانا خود اس امر کا قرینہ ہے کہ آپ کی پیدائش والد کے توسط کے بغیر ہوئی (تفسیر ماجدی ص ۶۲۷)

یہ صرف ایک دو بزرگوں کے بیانات نہیں سب مفسرین ومحدثین واضح کر چکے ہیں کہ اللہ تعالی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا ہے اور اس پر وہ قرآنی دلائل بھی پیش فرماتے ہیں۔

مرزا غلام قادیانی نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ حضرت مسیح کا کوئی باپ نہ تھا اس نے لکھا

☆......وما کان له اب من بنی اسرائیل الا امه و کذالك خلقه الله من غیر اب و اومی فیه الی ما اومی و کان ذلك آیة و علما (خطبہ الہامیہ ص ۸۰ر۔خ۔ج ۱۶)

(ترجمہ) اور عیسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل میں سے سوائے ماں کے کوئی باپ نہ تھا اسی طرح پر خدا نے ان کو بے باپ پیدا کیا اور اس بے باپ پیدا کرنے میں ایک اشارہ فرمایا جو فرمایا اور یہ ایک نشان اور دلیل تھی

مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ

☆...... میں ہمیشہ سے اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ بے پدر پیدا ہوئے تھے اور ان کا بے باپ ہونا ایک نشان تھا اس بات پر کہ اب بنی اسرائیل کے خاندان میں نبوت کا خاتمہ ہوتا ہے (ملفوظات ج ۴ ص ۲۵۱)

☆...... ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ حضرت مسیح بن باپ تھے (ایضا ص ۳۰۳)

☆...... حضرت مسیح کی پیدائش بطور نشان کے تھی یعنی وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے چونکہ نسل باپ سے جاری ہوتی ہے اس لئے حضرت عیسیٰ کو بن باپ پیدا کر کے خدا نے بنی اسرائیل کو متنبہ کیا کہ...... غرض مسیح کا بن باپ پیدا ہونا بطور ایک نشان کے تھا۔ (ایضا ص ۲۸۰)

مرزا غلام احمد نے اپنے ایک اور بیان میں اس بات کی تائید کی ہے (دیکھئے ملفوظات جلد ۵ ص ۳۸۹)

مرزا غلام احمد کے دوسرے جانشین مرزا بشیر الدین نے اپنی کتاب تفسیر کبیر میں جگہ جگہ حضرت عیسیٰ کے بن باپ ہونے کو اپنے باپ سے نقل کیا ہے مگر مرزا غلام احمد کے پہلے جانشین حکیم نور الدین نے بعد میں اپنا عقیدہ بدل لیا تھا اور قادیانیوں کے لاہوری فرقے کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ حضرت مسیح کا بن باپ پیدا صحیح نہیں ہے آپ کا باپ تھا یہ گروہ اس مسئلہ میں اپنے گرو مرزا غلام احمد کو غلطی پر مانتا ہے اور اس کی یہ بات تسلیم نہیں کرتا کہ حضرت عیسیٰ کے والد نہ تھے۔ مرزا غلام احمد کا پہلا جانشین حکیم نور الدین لکھتا ہے

میں پہلے حضرت عیسےٰ کو بلا باپ مانتا تھا مگر اب میں اس کا قائل نہیں رہا۔ (نور الدین ص ۱۹۳ طبع قادیان)

مرزا غلام احمد کا مرید خاص محمد علی لاہوری لکھتا ہے

حضرت مسیح کی بن باپ پیدائش اسلامی عقائد میں داخل نہیں۔ (تفسیر بیان القرآن پ ۳ جلد ۲ ص ۱۲۳)

قادیانیوں کی لاہوری جماعت کے معروف رہنما ڈاکٹر بشارت احمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ سے متعلق پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ

کیا دنیا میں کوئی ہے جس کا باپ نہ ہو جب کوئی بھی بغیر باپ کے نہیں تو پھر حیرت سے یوں پوچھنا چاہیے کہ کیا مسیح کا باپ کوئی نہ تھا؟...... ہمیں دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی کہ جس میں کوئی بغیر باپ کے بچہ پیدا ہوا ہو اور خدا کی یہ سنت ہماری طبائع میں اس قدر مرکوز ہے کہ اگر ایک عورت حاملہ پائی جائے تو ہم مجبور ہیں کہ یہ سمجھیں کہ اس کا کوئی شوہر تھا جس سے اس کو حمل ہوا ہے کیونکہ بغیر مرد کے حاملہ نہیں ہو سکتی اور اگر ہمیں یہ بتا بھی دیا جائے کہ وہ بڑی نیک ہے مگر شوہر نہیں رکھتی اور حاملہ ہے تو بھی باوجود اس کی نیکی کے ادعا کے ہم کبھی نہیں مان سکتے کہ وہ بغیر کسی مرد کے حاملہ ہوگئی ہے خواہ وہ عورت کتنی ہی پارسا اور صاحب عفت وعصمت ہو اور خواہ وہ بیت المقدس یا کعبہ کے اندر رہتی ہو اور لاکھ دفعہ کہے کہ میں بغیر مرد کے حاملہ ہوئی ہوں مگر ہم اسے جھوٹا ہی سمجھیں گے (بشارات احمدیہ ج ۲ ص امطبوعہ ۱۹۶۱ء)

اس سے واضح ہے کہ قادیانیوں کا لاہوری فرقہ کھل کر اپنے امام مرزا غلام احمد کے اس عقیدہ کو غلط کہتا ہے ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ہرگز صحیح نہیں ہے یہ لوگ لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا کو آیت متشابہات میں سے سمجھتے ہیں (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) مرزا غلام احمد کے نزدیک ایسے لوگ نیچری اور خدا کے قانون کو توڑنے والے اور خدا کے نشان کی بے حرمتی کرنے والے ہیں مرزا غلام احمد کا یہ بیان قادیانیوں کے لاہوری فرقہ پر ایک تازیانہ سے کم نہیں ہے۔ مرزا کہتا ہے۔

نیچری جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہیں ایسے لوگوں کا خدا مردہ خدا ہے اور ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کر سکتا ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں (ملفوظات ج ۲ ص ۳۰۳)

جو یہ کہتا ہے کہ ان (حضرت مسیح علیہ السلام) کا باپ ہے وہ خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے اس نشان کی جو ان کی پیدائش میں رکھا تھا بے حرمتی کرتا ہے (ایضا ص ۲۸۰)

سو مرزا غلام احمد کے بیان کی رو سے قادیانی جماعت کا لاہوری گروپ مسلمان نہیں جبکہ لاہوری گروپ کے بیانات کی رو حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ ماننا اسلامی عقیدہ ہی نہیں ہے اور جو ایسا سمجھتا ہے وہ جھوٹ کہتا ہے سو مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ غلط تھا جبکہ مسلمانوں کے نزدیک قادیانیوں کے دونوں گروپ اپنے کفریہ عقائد کی رو سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور انہیں کسی طرح دائرہ اسلام میں جاننا اسلام کی توہین ہے

☆...... حضرت عیسیٰ کا باپ ماننے والے کیلئے شرعی حکم

دار العلوم دیوبند کے مفتی اعظم حضرت اقدس شیخ مولانا مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتھم ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت خاصہ سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا ہے اور اس کا ذکر اپنی کتاب میں

بہت صاف صاف فرمایا ہے اس کا انکار قرآن پاک کا انکار ہے اور یہ کفر ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں جو لوگ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھیں گے ان کی نماز نہ ہوگی حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا بغیر باپ پیدا ہونا ان کی توہین نہیں ہے دوسروں کو ان پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے ان کی تنزیہہ وتبریہ خود اللہ تعالی نے فرمادی ہے ان کے لئے باپ کو ثابت کرنے کیلئے کتاب لکھنا زندقہ وبد دینی ہے ایسی کتاب مسلمانوں کو نہ پڑھنا چاہیے ۔فقط۔(نظام الفتاوی ج ا ص ۱۰۹)

افسوس کہ اہل حدیث کے معروف عالم مولانا عنایت اللہ اثری نہ صرف یہ کہ حضرت عیسی کے بن باپ ہونے کے قائل نہ تھے بلکہ انہوں نے اس پر ایک پوری کتاب ﴿عیون زمزم فی میلاد عیسی بن مریم﴾ کے نام سے لکھ ڈالی جس میں حضرت عیسی کا باپ بتانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور بتایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی بے پدری کا عقیدہ خطرناک ہے اور یہ حضرت مریم پر بڑا ظلم ہے کہ ان کو بے شوہر کہا جائے ۔(معاذ اللہ) قادیانیوں کے لاہوری گروپ نے اس پر انہیں مبارک باد بھی دی تھی

☆......عیسائیوں کے ایک سوال کا جواب

رہا مسیحی حضرات کا یہ کہنا کہ قرآن کریم نے حضرت عیسی کو خدا کلمہ اور اس کی روح کہا ہے کیا یہ ان کے خدا کے بیٹے ہونے کی دلیل نہیں؟

جواباً عرض ہے کہ خود قرآن کریم نے مختلف مقامات پر حضرت عیسی کے خدا کا بیٹا ہونے کی تردید بھی تو کی ہے اور اس عقیدے کو بالکل بے بنیاد اور یوں ہی کی گئی بات اور اسے کافرانہ اور مشرکانہ عقیدہ بتایا ہے (ذلك قولهم بافواههم يضاهئون قول الذين كفروا من قبل)اور اس عقیدے کو قابل لعنت فرمایا (قاتلهم الله انى يوفكون)

قرآن کریم نے حضرت مریم اور حضرت عیسی کی بشریت اور آپ کی عبدیت کو اس کھلے طور پر بیان کیا ہے کہ اب ان کی بشریت میں کوئی شبہ نہیں رہتا کلمۃ اللہ کا یہ معنی کرنا کہ آپ خدا کے بیٹے ہیں اگر ہٹ دھرمی نہیں تو کم علمی اور جہالت ضرور ہے اور روح اللہ کے الفاظ سے آپ کا خدا کا بیٹا ہونے پر اصرار اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے خود بائبل میں اس بات کی صراحت بھی موجود ہے کہ آپ خدا کے بیٹے نہیں ہیں بائبل میں حضرت عیسی کو کہیں یسوع بن داود کہا گیا کہیں انسان کا بیٹا بتایا گیا (دیکھئے انجیل متی ۱۱۔۱۹) بلکہ خود اپنے آپ کو آدمی کہا ہے (دیکھئے متی ۴۔۴) اس سے واضح ہوتا ہے کہ عیسائیوں نے آپ کے بارے میں ابن اللہ ہونے کا جو عقیدہ بنا رکھا ہے وہ قرآن تو کجا بائبل کی رو سے بھی غلط ہے

عہدنامہ جدید کی کتاب عبرانیوں (کے باب ۷ ورس ۱ تا ۲) سے پتہ چلتا ہے کہ صدق کا بن (یعنی ملک صادق) جسے صلح کا بادشاہ کہا گیا ہے کا نہ باپ تھا نہ ماں تھی بائبل میں انہیں خدا کے بیٹے کے مشابہ قرار دیا گیا ہے تاہم کوئی عیسائی انہیں خدا کا بیٹا تسلیم نہیں کرتا اور نہ انہیں اس معجزانہ پیدائش کی رو سے معبود ٹھہراتا ہے۔

پھر یہ بات بھی کسی پر مخفی نہیں کہ بائبل میں حضرت عیسی علیہ السلام کی جو سوانح حیات بتائی گئی ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ خدائی صفات کے ہرگز حامل نہ تھے آپ کو قدم قدم پر انسانی عوارض پیش آتے تھے اور آپ نے کھلے بندوں اس کا اظہار واقرار کیا تھا سو آپ کو خدا کا بیٹا بتانا قرآنی تصریحات اور عیسائی مسلمات کی رو سے بھی غلط ہے قرآن کریم میں حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے ذکر میں یہ بیان موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ذالك عيسى ابن مريم قول الحق الذى فيه يمترون ما كان لله ان يتخذ من ولد سبحانه اذا قضى امرا فا نما يقول له كن فيكون (پ۔۱۶ مریم ۳۴۔۳۵۔)

(ترجمہ) یہ ہے عیسیٰ بیٹا مریم کا سچی بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں اللہ ایسا نہیں کہ رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھہرا لیتا ہے کسی کام کا کرنا سو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ ربہ الباری اس پر لکھتے ہیں

جس کے ایک کن (ہوجا) کہنے سے ہر چیز موجود ہوا سے بیٹوں، پوتوں کی کیا ضرورت لاحق ہوگی کیا العیاذ باللہ اولاد ضعیفی میں سہارا دے گی۔ یا مشکلات میں ہاتھ بٹائے گی یا اس کے بعد نام چلائے گی؟ اور اگر شبہ ہو کہ عموماً آدمی ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے پھر حضرت مسیح کا باپ کیسے نہیں؟ اس کا جواب بھی اسی ایک جملے کن فیکون میں آگیا یعنی ایسے قادر مطلق کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایک بچے کو بن باپ پیدا کردے اگر عیسائی خدا کو باپ اور مریم کو ماں کہتے ہیں تو کیا معاذ اللہ دوسرے تعلقات زن وشوئی کا بھی اقرار کریں گے؟ باپ، ماں کا بھی بہر حال تخلیق کا طریقہ وہ تو نہ ہوگا جو عموماً والدین میں ہوتا ہے پھر بدوں باپ کے پیدا ہونے میں کیا اشکال ہے (فوائد القرآن ص ۳۹۹)

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی انسان کا باپ کے بغیر پیدا ہونا ناممکن ہے یہ لوگ درحقیقت خدا کی شان تخلیق کو اپنی عقل کے ترازو پر تولتے ہیں جو صحیح نہیں۔ اللہ جل شانہ کی تخلیق کے انداز نرالے ہیں اور ہر تخلیق کی اپنی ایک الگ شان ہے خدا تعالی نے بغیر ماں باپ کے بھی تخلیق بخشی ہے اور بغیر ماں کے اور بغیر باپ کے بھی۔ حضرت آدم کی تخلیق میں ماں باپ کا کوئی دخل نہیں۔ حضرت حوا کی تخلیق میں ماں کا کوئی عمل دخل نہیں اسی طرح حضرت عیسی کی تخلیق میں اگر باپ کا دخل نہیں تو یہ خدا کی قدرت ہے اسکا انکار نہ کرنا چاہیے

یاد رکھئے حضرت عیسی علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اگر خدا یا خدائی صفات کا حامل ہو جانا ہے تو یہ شان حضرت آدم علیہ السلام میں بدرجہ اولی پائی جاتی ہے مگر کوئی شخص حضرت آدم علیہ السلام کے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا قائل نہیں قرآن کریم نے حضرت عیسی اور حضرت آدم علیہما السلام کی تخلیق میں بہت مشابہت اور مماثلت بتائی ہے

ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون (پ۳ آل عمران ۵۹)

(ترجمہ) بے شک عیسی (روح اللہ علیہ السلام) کا حال اللہ کے نزدیک مثل آدم (صفی اللہ علیہ السلام) کے حال کے ہے اللہ نے ان کو مٹی سے بنایا پھر ان سے کہا وجود میں آجا سو وہ وجود میں آگئے

قرآن کریم کی اس آیت نے بڑی وضاحت کے ساتھ بتادیا کہ خدا کی کسی تخلیق کو انسانی ترازو پر نہیں تولا جاسکتا اور نہ اس کی کوئی تخلیق کسی قید کی محتاج ہے وہ جب اور جہاں کسی چیز کو تخلیق بخشنا چاہتا ہے اسی وقت وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ اس کا کن کہنا کافی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہما السلام کی تخلیق میں اسے کسی واسطہ اور ذریعہ کی ضرورت نہیں پڑی سو اگر حضرت عیسی علیہ السلام خدا یا خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کی ابنیت بدرجہ اولی ثابت ہوگی کہ اس میں کسی انسان تک (ماں کا بھی واسطہ نہیں) کا کوئی دخل نہیں ہے۔

سو حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ آپ کی پیدائش صرف ماں کے ذریعہ ہوئی تھی آپ کا ہرگز کوئی باپ نہ تھا۔

حضرت امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) ایک مقام پر لکھتے ہیں

فلما اخبر العباد عن وقوعہ وجب الجزم بہ والقطع بصحتہ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۵۲)

(ترجمہ) جب بندوں کو ایسا واقع ہو جانے (یعنی بلا باپ بچہ ہونے) کی خبر دی گئی ہے تو اب اس پر یقین کرنا اور اسے قطعی طور پر صحیح سمجھنا ضروریات (دین) میں سے ہے۔

اس حقیقت کے باوجود جو شخص حضرت عیسی علیہ السلام کو بلا باپ نہ مانے اسے عقلمند سمجھنا کسی عقلمند کا کام نہیں ہے۔ جلالین کے حاشیہ جمل کا یہ بیان دیکھیں

ان من لم یقبل ان اللہ خلق عیسی من غیر اب مع اعترافہ بخلق آدم بغیر اب و لم خارج عن طور العقلاء (حاشیہ جمل علی الجلالین ج ۱ ص ۲۸۱)

(ترجمہ) جو شخص یہ نہ مانے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور یہ مانے کہ حضرت آدم باپ اور ماں کے بغیر پیدا ہوئے وہ شخص طور عقلاء سے خارج ہے

سو یہ بات اپنی جگہ برحق ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام بلا باپ پیدا ہوئے ہیں

حیرانی کی بات یہ ہے کہ اگر سائنس داں نر کے مادے کے بغیر مشینی عمل سے کوئی چیز سامنے لاتے ہیں تو آج کل کے عقلاء اس پر فوراً سر تسلیم خم کر دیتے ہیں کبھی یہ نہیں پوچھتے کہ نر کے بغیر یہ چیز کیسے وجود میں آسکتی ہے مگر جب اللہ تعالی فرمادیں کہ حضرت عیسی صرف ابن مریم ہیں تو یہی عقلاء اس کو تسلیم کرنا خلاف عقل سمجھتے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

حال ہی میں گزشتہ ماہ امریکی سائنس دانوں نے دو مادہ چوہوں کے خلیوں کو ڈویلپ کر کے ایک تیسرے چوہے کو پیدا کیا جس میں نر چوہے کا کوئی عمل دخل نہ تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بغیر باپ (نر کے مادے) کے بھی بچہ پیدا ہونا ممکن ہے اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو محض ماں سے پیدا فرمایا تو اس کا انکار نہ کرنا چاہیے اسکی قدرت سے کوئی چیز بھی بعید اور ناممکن نہیں ہے۔

☆ ......حضرت عیسی علیہ السلام کا حلیہ مبارک

حضرت عیسی علیہ السلام بڑے حسین وجمیل اور وجیہ تھے آپ کا قد میانہ تھا جسم مبارک صاف شفاف اور سرخ سفید تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو معراج کی رات دیکھا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسی علیہ السلام کے تذکرہ میں فرمایا

وانہ نازل واذا رائیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض (المصنف لابن عبد الرزاق ج ۱۱ ص ۴۰۱۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۲۸۷۔ المستدرک للحاکم ج ۲ ص ۵۹۵)

(ترجمہ) حضرت عیسی نازل ہوں گے جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا ان کا قد میانہ ہوگا اور رنگ سرخی اور سفیدی ملا ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے منقول ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپ کا جسم گٹھیلا اور سینہ چوڑا تھا

فاما عیسی فاحمر جعد عریض الصدر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸۹)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت عروہ بن مسعود کی شکل وصورت حضرت عیسی علیہ السلام سے بہت ملتی تھی

و رایت عیسی بن مریم فاذا اقرب من رایت بہ شبھا عروہ بن مسعود (صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۵ ج ۲ ص ۴۰۳ مسند احمد ج ۳ ص ۶۲۲)

☆.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ورسالت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں ہی اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تھا اور صاحب کتاب رسول ہونے کی خبر دی تھی۔ آپ جس قوم میں آئے تھے وہ بنی اسرائیل تھی خدا نے آپ کو اسی قوم کی اصلاح اور ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور دلائل و بینات اور نشانات و معجزات دے کر بھیجا

﴿ و آتینا عیسی بن مریم البینت و ایدناه بروح القدس ﴾

آپ نے فرمایا کہ میں اپنی قوم کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے آیا ہوں اس وقت یہود کے عقائد و اعمال کا حال یہ تھا کہ وہ مشرکانہ عقائد کو اپنے مذہب کا جزء بنا چکے تھے وہ جھوٹ برائی حسد دولت کی لالچ جاہ پسندی انانیت و کبر کا پوری طرح شکار تھے اور ہر قسم کی روحانی اور اخلاقی بیماریوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا یہاں تک کہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے خدائی احکام اور خدائی قوانین کو لفظاً و معناً بدلنا ایک معمولی بات جانتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے لوگو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رسالت کے لیے چنا ہے میں خدا کا رسول ہوں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں خدا کا خوف کرو اور میری اطاعت کرو میں خدا کی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور خدا نے مجھے انجیل عطا فرمائی ہے مجھے نشانات اور معجزات دے کر بھیجا ہے سو میری بات مانو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ ناکامی تمہارا مقدر بنے گی

یہود نے جب آپ کی زبانی یہ بات سنی تو آپ کے درپے آزار ہو گئے اور وہی طریقہ اختیار کیا تھا جو ہر زمانے میں منکرین کا وطیرہ رہا ہے آپ کی تکذیب کے ساتھ ساتھ آپ کا استہزاء کیا گیا آپ کے نشانات کو کھلا جادو کہا گیا آپ کی دعوت و تبلیغ کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی گئی اور آپ کی مخالفت کے لئے ہر گندے اور مکروہ طریقے اپنائے گئے اور نہ صرف آپ پر بلکہ آپ کی والدہ محترمہ پر بھی طرح طرح کے اتہامات اور الزامات لگانے سے بھی یہ لوگ باز نہ آئے قرآن کریم کے مختلف مقامات پر اہل یہود کی شقاوت قلبی اور ضد و عناد اور تکذیب و استہزاء اور ان کی شرمناک حرکتوں اور خطرناک شرارتوں کو بیان کیا گیا ہے ان کی بغاوت و سرکشی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی اور پھر ان میں بہت ہی تھوڑے لوگ ہدایت کی راہ پر آئے۔

بل طبع الله علیها بکفرهم فلا یومنون الا قلیلا و بکفرهم وقولهم علی مریم بهتانا عظیما (پ۲ النساء ۱۵۵)

(ترجمہ) بلکہ اللہ نے ان پر مہر لگادی بہ سبب ان کے کفر کے سو وہ ایمان نہیں لاتے مگر کم نیز بہ سبب ان کے کفر کے اور بہ سبب ان کے مریم پر بہتان عظیم رکھنے کے

☆.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

زمانہ قدیم سے سنت اللہ یہ چلی آرہی ہے کہ جب کسی قوم کی ہدایت یا کائنات انسانی کی فلاح و صلاح کیلئے نبی اور رسول مبعوث ہوتا ہے تو اس کو منجانب اللہ دلائل اور براہین و معجزات سے نوازا جاتا ہے وہ جہاں اللہ کے وحی اور پیغام سے زندگی کے طور وطریقے سکھاتا ہے وہاں دوسری جانب معجزات کے ذریعہ اپنی صداقت اور مؤید من اللہ ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر پیغمبر کو اسی قسم کے معجزات و نشانات عطا کرتا ہے جو اس زمانے کے مناسب حال ہوتے ہیں اور جو انسانوں کی قدرت سے بالاتر ہوتے ہیں چنانچہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کو پرندوں کی بولیاں تسخیر جن و انس اور تسخیر ہوا لوہے کا ہاتھ میں نرم ہو جانا وغیرہ وغیرہ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات دیئے گئے جن میں سے دو نشان عصا اور ید بیضا کو قرآن کریم نے بڑے نشان کہا ہے ﴿لنریك من آیاتنا الکبری ﴾ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم جیسا عظیم الشان معجزہ عطا فرمایا جس کے جواب سے عرب کے بڑے بڑے فصحاء اور بلغاء عاجز تھے۔

ٹھیک اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جہاں انجیل شریف عطا فرمائی وہاں اس زمانے کے مخصوص حالات کے مناسب ایسے معجزات عطا فرمائے جو اس دور کے ارباب کمال اور انکی پیروی کرنے والوں پر اثر انداز ہوئے بغیر نہ رہے اور انہیں اعتراف کئے بغیر چارہ نہ ہوا کہ بلاشبہ یہ اعمال ذاتی یا اکتسابی نہیں ہیں بلکہ محض اللہ کی جانب سے اس کے رسول کی تائید میں رونما ہوئے ہیں

مفسر شہیر حضرت علامہ حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

قال کثیر من العلماء بعث الله کل نبی من الانبیاء بمعجزة بما یناسب اهل زمانه فکان الغالب علیٰ زمان موسیٰ علیه السلام السحر و تعظیم السحرة فبعثه الله بمعجزات بهرت الابصار و حیرت کل سحار فلما استیقنوا انها من عندا لعظیم الجبار انقادوا للاسلام وصاروا من عباد الله الابرار واما عیسیٰ علیه السلام فبعث فی زمن الاطباء واصحاب علم الطبیعة فجاء هم من الآیات بمالا سبیل لاحد الیه الاان یکون مویداً من الذی شرع الشریعته فمن این للطبیب قدرة علی احیاء الجماد او علی مداواة الاکمه والابرص وبعث من هو فی قبره رهین

الیٰ یوم التناد (تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۳۶۵)

(ترجمہ) بہت سے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ ہر ہر زمانے کے نبی کو اس کے زمانے والوں کی مناسبت سے خاص خاص معجزات حضرت باری عز اسمہ عطا فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو کا بڑا چرچا تھا اور جادوگروں کی بڑی تعظیم تھی تو خدا تعالیٰ نے آپ کو وہ معجزہ دیا کہ تمام جادوگروں کی آنکھیں کھل گئیں اور ان پر حیرت طاری ہوگئی اور انہیں کامل یقین ہوگیا کہ یہ تو خدا واحد جبار کی طرف سے عطیہ ہے جادو ہرگز نہیں ہے چنانچہ ان کی گردنیں جھک گئیں اور یک لخت وہ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے اور آخر کار اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے بن گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طبیبوں اور حکیموں کا دور دورہ تھا کامل اطباء اور ماہر حکیم علم طبیعات کے پورے عالم اور لاجواب کامل الفن استاد موجود تھے پس آپ کو وہ معجزے دئے گئے جن سے وہ سب عاجز تھے بھلا مادرزاد اندھوں کو بالکل بینا کر دینا اور کوڑھیوں کو اس مہلک بیماری سے آرام کر دینا اتنا ہی نہیں بلکہ جمادات جو محض بے جان چیز ہے اس میں روح ڈال دینا اور قبروں میں سے مردوں کو زندہ کر دینا یہ کس کے بس کی بات ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات میں سے جن کا مظاہرہ قوم کے سامنے ہوا قرآن کریم نے چار معجزات کا صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

(۱) وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردہ انسانوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے

(۲) پیدائشی نابینا کو بینا اور کوڑھی وجذامی کو اچھا کر دیا کرتے تھے

(۳) مٹی سے پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارتے اور وہ اللہ کے حکم سے اڑنے لگتا تھا

(۴) آپ یہ بتا دیتے کہ کس نے کیا کھایا ہے؟ اور گھر میں کیا ذخیرہ محفوظ کر رکھا ہے

گو کہ اس وقت قوم میں ایسے لوگ موجود تھے جن کے معالجے سے مریض کو شفاء مل جاتی تھی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کے سامنے کسی اسباب ووسائل اور تدابیر اختیار کئے بغیر جب ان امور کا مظاہرہ کیا تو حق وباطل ہدایت وضلالت نور وظلمت قدرتی تقسیم کے مطابق یہی اثر پڑا کہ جس شخص کے قلب میں حق کی طلب موجود تھی اس نے اقرار کیا کہ بلاشبہ اس قسم کا مظاہرہ انسانی طاقت سے باہر ہے اور یہ گزشتہ نبیوں کی طرح حضرت عیسیٰ کی تائید ونصرت میں جاری ہوا ہے مگر جن لوگوں کے قلوب میں جحود وانکار اور بغض وعناد تھا ان کے تعصب نے وہی کہنے پر مجبور کیا جو ان کے پیشرو منکرین انبیاء کے بارے میں کہتے رہے تھے ان هذا الا سحر مبين کہ یہ سب جادو کے کرشمے ہیں۔ (سیرت انبیاء کرام ج ۲ ص ۳۳۷)

مرزا غلام احمد نے حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں صادر ہونے والے ان مہتم بالشان معجزات کا کھلا انکار کیا ہے اور اپنی جماعت کو یہ عقیدہ رکھنے کا حکم دیا کہ یہ سب شعبدہ بازی اور ایک کھیل تھا مرزا ایک جگہ لکھتا ہے

> سو کچھ تعجب کی بات نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کی ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۲۷ حاشیہ)

مرزا غلام احمد کے اس بیان سے واضح ہے کہ وہ حضرت مسیح کے معجزات کا منکر ہے اس کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح کے ہاتھوں یہ عمل محض بڑھئی کے کام میں مہارت کی وجہ سے نظر آتا تھا یہ خدا کی جانب سے کوئی معجزہ نہ تھا (استغفر اللہ)

مرزا غلام احمد ایک اور جگہ لکھتا ہے

> اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہ تھا (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ)

اس میں بھی مرزا غلام احمد نے حضرت مسیح کے معجزات کا کھلا انکار کیا ہے اسے تالاب کا معجزہ کہنے میں تو کوئی عار نہیں آتا مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات تسلیم کرنا اسے کسی طرح برداشت نہیں ہو رہا ہے یہ اسکا بغض باطنی نہیں تو اور کیا ہے کہ جو جگہ جگہ سے گندگی صورت میں اچھل رہا ہے۔ ایک اور جگہ لکھتا ہے

> مسیح کے معجزات اور پیشن گوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا...... (ازالہ اوہام ص ۵)

مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ کی دشمنی اور عداوت میں اس حد تک آگے جا چکا کہ اس نے اپنی دیگر تالیفات میں بھی حضرت مسیح کے ان معجزات کا انکار کر دیا وہ یہ کسی صورت تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں کہ حضرت مسیح کے ہاتھوں یہ معجزات ظاہر ہوئے ہیں آپ کے ہاتھوں ظہور میں آئے معجزات کو کبھی تالاب کی مٹی کی تاثیر بتاتا ہے کبھی عمل الترب کہتا ہے کبھی مسمیریزم قرار دیتا ہے کبھی شعبدہ اور کبھی اسے استعارہ بتاتے ہوئے ذرا حیا نہیں آتی ﴿كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا.﴾

☆......ایک اور شبہ کا ازالہ

عیسائی لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کو معبود ٹھہرانے کیلئے ان کے معجزات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھوں جو حیرت انگیز معجزات ظہور میں آئے ہیں کیا ان سے پتہ نہیں چلتا ہے کہ آپ معبودیت کی شان رکھتے ہیں؟
جواباً عرض ہے کہ معجزات کسی کے معبود ہونے کی ہرگز دلیل نہیں ہیں حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھوں جو معجزات ظہور میں آئے ہیں سوال یہ ہے کہ کیا اس قسم کے معجزات کسی اور سے بھی ظہور میں آئے ہیں؟ بائیبل کے بیان کے مطابق اس قسم کے حیرت انگیز واقعات دوسروں سے بھی ظہور پذیر ہوئے ہیں تو کیا عیسائی علماء ان سب کو بھی اپنا معبود قرار دیں گے حزقی ایل (باب ۳۷ آیت ۷ تا ۱۰) سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہاتھوں مُردوں کی ایک بڑی جماعت زندہ ہوگئیں اسی طرح سلاطین اول (باب ۱۷ آیت ۲۱ تا ۲۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت الیاہ کے ہاتھوں بھی اس قسم کا ایک معجزہ رونما ہوا تھا۔
اس قسم کے اور بھی حیرت انگیز واقعات بائیبل میں موجود ہیں جو حضرت عیسی علیہ السلام کے علاوہ دوسرے بزرگوں سے ظہور میں آئے ہیں اور عیسائی علماء ان کو ہرگز معبود نہیں سمجھتے جس سے یہ بات از خود واضح ہوجاتی ہے کہ معجزات سے معبودیت کی دلیل پکڑنا ہرگز درست راہ نہیں ہے اور یہ سوائے اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے اور کچھ نہیں ہے۔

☆......حضرت عیسی علیہ السلام کے خلاف اہل یہود کی سازشیں

سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کی دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں آپ کی قوم آپ کی سخت مخالف ہوگئی اور آپ کی جان کی دشمن بن گئی ان کی کوشش تھی کہ حضرت عیسی ان کے گھڑے ہوئے عقائد واعمال پر چلیں اگر نہیں چلتے تو پھر انہیں راستے سے ہی ہٹادیا جائے سوانہوں نے مختلف طریقوں سے آپ کو جان سے مارنے کی کوشش کی حکومت وقت سے ساز باز کر کے آپ کو شہید کرنا چاہا مگر اللہ تعالی نے آپ کو ان کے ناپاک ہاتھوں سے بچایا اور زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا اہل یہود آپ کو قتل کرنے کی سازش میں ناکام ہوگئے اور اللہ کی تدبیر غالب آ کر رہی۔

☆......حضرت عیسی علیہ السلام کا رفع آسمانی

قرآن کریم نے بتایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نہ تو کسی کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں اور نہ انہیں کوئی صلیب پر لا سکا ہے بلکہ اللہ نے آپ کو اپنی طرف اٹھا لیا اللہ بڑا زبردست اور حکمتوں والا ہے۔

وما قتلوه وما صلبوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما
(پ ۶ النساء ۱۵۷)

اس میں جہاں آپ کے قتل کی نفی کی گئی ہے وہیں یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ آپ کو صلیب پر لایا ہی نہیں گیا ایسا نہیں ہوا کہ آپ صلیب پر تو لائے گئے ہوں اور ان کو موت نہ آئی ہو پھر بچ بچا کر کشمیر جا پہنچے ہوں۔ یہاں قتل کی نفی کے ساتھ صلیب کی نفی بھی کردی گئی تا کہ ہر قسم کا شک وشبہ ختم ہوجائے۔

☆......حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات ملاء اعلی

اللہ تعالی نے حضرت مریم کو جب بشارت دی تھی کہ تیرے ہاں بیٹا ہوگا تو اسی وقت بتادیا تھا کہ وہ اللہ تعالی کے قریب رہنے والوں میں سے ہوگا ﴿ و من المقربين ﴾ اور ایک وقت آئے گا کہ وہ لوگوں سے کہولت میں بھی کلام کرے گا جیسا کہ اس نے معجزانہ طور پر ماں کی گود میں کلام کیا ہوگا۔ ان دونوں باتوں کو اس ترتیب سے بیان کیا گیا

ومن المقربين ويكلم الناس المهد و كهلا ومن الصلحين

اس میں اشارہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے مقربین کے طور پر رہنے کی منزل اس دوسری بات سے پہلے آئے گی مقربون عام طور پر ملاء اعلی کے رہنے والوں کو کہا جاتا ہے قرآن کریم میں ہے

والسابقون السابقون اولئك المقربون فی جنت النعيم (پ ۲۷ الواقعہ ۱۰ تا ۱۲)
(ترجمہ) اور جو اعلی درجہ کے ہیں وہ اعلی ہی درجہ کے ہیں وہ خاص قرب والے ہیں یہ لوگ عیش (وآرام) کے باغوں میں ہوں گے
و مزاجه من تسنيم عينا يشرب بها المقربون (پ ۳۰ المطففین ۲۸)
فا ما ان كان من المقربين فروح و ريحان وجنة نعيم (پ ۲۷

سورہ الواقعہ ۸۸)
یہاں مقربین ان حضرات کو کہا گیا جو خاص قرب خداوندی کی دولت پائے ہوئے ہوں گے یہ وہ حضرات ہیں جو اصحاب الیمین سے بھی آگے نکلے ہیں

☆......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوراک

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وفات سے صدیوں پہلے اس مقام قرب میں رہنے کی سعادت بخشی یہ آپ کی حیات سماوی ہے وہاں آپ کا رزق وہ ہے جو دوسرے اہل سماء کا ہے۔علامہ حافظ ابن قیم حنبلی (۷۵۲ھ) لکھتے ہیں

و هذا المسيح ابن مريم حی لم يمت و غذاء ه من جنس غذاء الملائكة (کتاب التبیان ص ۱۳۹ لا ابن قیم)

(ترجمہ) حضرت مسیح بن مریم حیات ہیں آپ فوت نہیں ہوئے ہیں اور آپ کی خوراک وہاں وہی ہے جو فرشتوں کی ہے

☆......اہل سماء کی خوراک کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ دجال کے دور میں مؤمنین کی خوراک کیا ہوگی آپ نے ارشاد فرمایا انکی خوراک وہی ہوگی جو فرشتوں کی ہے (قال طعام الملائكة) صحابہ نے پوچھا کہ حضور فرشتوں کی غذا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اس کی تقدیس کرنا۔

طعامهم منطقهم بالتسبيح والتقديس فمن كان منطقه يومئذ التسبيح والتقديس اذهب الله عنه الجوع فلم يخش جوعا (مستدرک ج ۴ ص ۵۵۷)

آنحضرت ﷺ نے قرب قیامت کے بعض کوائف بیان کرتے ہوئے ایک جگہ انسانوں کی خوراک کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں

يجزيهم ما يجزي اهل السماء من التسبيح والتقديس (مسند احمد ج ۱۰ ص ۴۳۸ عن اسماء)

(ترجمہ) ان کو کافی ہوگی وہ خوراک جو کافی ہوتی ہے آسمان والوں کو تسبیح و تقدیس سے

اس سے پتہ چلا کہ انسانوں پر کبھی ایسے حالات بھی آتے ہیں کہ مادی خوراک کے بجائے تسبیح و تقدیس ان کی غذا بن سکے۔

محترم جناب بابو پیر الٰہی بخش صاحب لاہوری مرزا غلام احمد کے ایک اعتراض کا جواب دیتے حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں

مسیح تا نزول ذکر و تسبیح میں مانند ملائکہ مشغول رہیں گے اور کھانے پینے اور دیگر حوائج سے پاک ہیں کیونکہ ذکر شغل ذات باری تعالیٰ اس کی غذا ہے

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ جو کہ صوفیاء کرام میں سے برگزیدہ بزرگ ہیں فرماتے ہیں

می خواست کہ کز دو ہمہ عالم بیکے دم از بہر تفرج

عیسیٰ شد و بر گنبد دوار بر آمد تسبیح کناں شد

(احتساب قادیانیت ج ۱۱ ص ۵۷)

سو مذکورہ روایت کی روشنی میں حضرت عیسیٰ کی خوراک کے بارے میں یا حضرت آدم علیہ السلام کی قبل ہبوط غذا کے بارے میں کوئی تعجب اور پریشانی نہ ہونی چاہئے مادی خوراک کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے بارے میں ﴿کانا یا کلان الطعام﴾ میں اسی طرف اشارہ ہے لیکن روحانی خوراک میں کسی ایسے تقاضے کی آلائش نہیں ہے

(هكذا افادني الشيخ العلامة دكتور خالد محمود اطال الله بقاء ه)

حضرت علامہ عبدالوہاب الشعرانی الشافعیؒ (۹۷۶ھ) لکھتے ہیں

فان قيل فما الجواب عن استغنائه عن الطعام والشراب مدة رفعه فان الله تعالى قال وما جعلنهم جسدا لا ياكلون الطعام..... الاية.

﴿فالجواب﴾ ان الطعام انما جعل قوة لمن يعيش فی الارض لانه مسلط عليه الهواء الحار والبارد فينحل بدنه فاذا انحل عوضه الله تعالى بالغذاء اجراء العادته فی هذه الخطة الغبراء واما مارفعه الله الى السماء فحينئذ طعامه التسبيح و شرابه التهليل (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۲۲۹)

(ترجمہ) اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ سوال کرے کہ آسمان پر ان کے قیام کے دوران انہیں کھانے پینے سے کیسے استغناء ہوگا جبکہ ارشاد باری ہے کہ ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں بنایا جو کھاتا پیتا نہ ہو

جواب اس کا یہ ہے کہ جو زمین پر رہنے والا ہے اس کے بدن کی قوت کے لئے کھانا بنایا گیا ہے اس لئے کہ اس کے جسم پر گرم اور سرد ہواؤں کا عمل دخل ہے جن سے جسم تحلیل ہوتا ہے اس اثر پذیری کے پیش نظر قدرت نے کھانے کے عمل کو رکھ دیا ہے باقی جب اللہ نے انہیں آسمانوں میں اٹھا لیا بس اس کا کھانا پینا تسبیح وتہلیل ہے

حضرت امام شعرانی نے اس کے بعد خلیفہ الخراد نامی ایک بزرگ کا واقعہ بھی نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ شیخ ابوالطاہر اس واقعہ کے عینی گواہ ہیں ان کا حال یہ تھا وہ ۲۳ سال تک مسلسل اس حال میں ہے کہ کھانا بالکل نہیں کھاتے رات دن عبادت میں مصروف رہتے تھے اور ان پر کمزوری کا کوئی اثر نہ تھا (یعنی عبادت ہی ان کی غذا بن گئی تھی)

مکث لا یطعم طعاما منذ ثلث و عشرین سنة و کان یعبد الله لیلا ونهارا من غیر ضعیف

آپ اس کے بعد لکھتے ہیں

فلا یبعد ان یکون قوت عیسی علیه السلام التسبیح و التهلیل (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۴۶)

(ترجمہ) یہ بات کچھ بھی مستبعد نہیں کہ آسمان پر عیسی علیہ السلام کی غذا تسبیح وتہلیل ہو

(نوٹ) مرزا غلام احمد قادیانی تسلیم کرتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی آسمانی زندگی وہاں کے موافق ہے ظاہر ہے کہ جب فرشتوں کی خوراک تسبیح وتہلیل ہے تو سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کی خوراک بھی وہی ہے۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے

مسیح اس عالم کو چھوڑ کر دوسرے عالم کے لوگوں میں جاملا اور بلاکم وبیش انہیں کی زندگی کے موافق اس کی زندگی ہے (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۵۰۷)

اس اعتراف کے بعد قادیانیوں کو یہ اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ حضرت مسیح آسمانوں میں کیا کھاتے پیتے ہوں گے اگر کوئی قادیانی اس سوال کا جواب چاہے تو اسے مرزا غلام احمد کی مذکورہ عبارت میں ملاحظہ کرلے۔

☆ ...... حضرت عیسی علیہ السلام کی آمد ثانی

سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہیں اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها (پ ۲۵ الزخرف ۶۱) آپ کا یہ آنا زمین سے نہیں آسمان سے ہوگا آپ کی ولادت نہیں ہوگی بلکہ نزول ہوگا اور احادیث میں آپ کی کئی نشانیاں بتائی گئی ہیں آپ اپنی آمد ثانی پر اس دنیا میں چالیس پینتالیس سال کے قریب رہیں گے اور اسلام کا پرچم چہار دانگ عالم میں پھیلائیں گے ہر جگہ اسلام کی حکمرانی ہوگی اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام کا نفاذ ہوگا اللہ تعالی آپ کے ہاتھوں دین محمدی کو دیگر سب ادیان پر غالب کرے گا اور اس وقت اسلام کے سوا دنیا کے تمام مذہب مٹ جائیں گے اللہ تعالی نے قرآن کریم کی آیت کریمہ ﴿هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله (پ ۱۰ التوبہ)﴾ میں اسی کی خبر دی ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اس آیت کے سلسلے میں فرماتے ہیں اسلام کی یہ عالمگیر شان حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول پر ظہور میں آئے گی اور آپ کے آنے پر کفر کی شوکت ختم ہوجائے گی اسلام کا جھنڈا ہر جا بلند ہوگا اور ہر جانب امن وسکون کا عالم ہوگا آپ فرماتے ہیں

لایکون ذلك حتی لایبقی یهودی ولا نصرانی صاحب ملة الا الاسلام حتی تامن الشاة الذئب والبقرة الاسد والانسان الحیة وحتی لاتقرض فارة جرابا وحتی توضع الجزیة ویکسر الصلیب ویقتل الخنزیر وذلك اذا نزل عیسی بن مریم علیه السلام (درمنثور ج ۲ ص ۲۱۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہ نے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی بیان دیا ہے ...... قال خروج عیسی بن مریم (ایضا)

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ قرآن کریم کی یہ پیشگوئی حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول پر پوری ہوگی اس نے لکھا

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح (علیہ السلام) کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ اور دین اسلام کا (اس آیت میں) وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح (علیہ السلام) کے ذریعے سے ظہور آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ حصہ ۴ ص ۵۹۳)

مرزا غلام احمد نے اس تحریر میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور قرآن کریم کی مذکورہ آیت بتاتی ہے کہ حضرت عیسی کی اس دنیا میں دوبارہ تشریف آوری ہوگی اور قرآن کی یہ پیشگوئی آپ کے ہاتھوں پوری ہوگی

پھر مرزا غلام احمد تسلیم کرتا ہے کہ یہ پیشگوئی اول درجہ کی ہے اس نے لکھا۔

مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کیا ہے اور اس قدر صحاح میں پیشگوئیاں بھی لکھی

گئیں ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پیہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے (ازالہ اوہام۔ر۔خ ج ۳ ص ۴۰۰)
مگر جب مرزا غلام احمد نے خود مسیح موعود بننے کا ڈرامہ رچایا تو اس کے لیے یہ دعوی ضروری تھا کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کو فوت شدہ قرار دے چنانچہ اس نے دعوی کر دیا کہ خدا نے اسے الہام کیا ہے کہ مسیح موعود فوت ہو چکے ہیں اور مرزا غلام احمد خود مسیح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی وفات کا عقیدہ قرآن کی کسی آیت میں ہے اور نہ ہی حدیث نبوی سے ثابت ہے یہ عقیدہ صرف مرزا غلام احمد کے من گھڑت الہام کی رو سے وجود میں آیا افسوس کی بات ہے کہ قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کے اس الہام کو خدا کی وحی مانا اور اسے مسیح موعود جان کر اپنی آخرت برباد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔
قادیانیوں کا یہ کہنا کہ قرآن و حدیث میں جس مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہ حضرت عیسی علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد مثیل مسیح ہے اور یہ اسی امت میں سے آئے گا ہرگز صحیح نہیں حدیث میں جس مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے اس سے مراد وہی مسیح ابن مریم ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تشریف لا چکے ہیں ایک بھی حدیث ایسی نہیں ہے جس میں آپ نے کسی نئے رسول کے پیدا ہونے کی خبر دی ہو اگر ایسا ہوتا تو کیا پوری امت کبھی یہ عقیدہ رکھتی کہ قیامت کے قریب حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اتریں گے؟ محدث کبیر حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی قدس سرہ لکھتے ہیں

> حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول میں اگر عام عادت کے خلاف کوئی بات نہیں تو آنحضرت ﷺ اس کو قسم کھا کر کیوں بیان فرماتے معلوم ہوا کہ یہاں عیسی علیہ السلام کے نزول سے کسی انسان کی ولادت مراد نہیں کیونکہ اس میں کوئی ایسی جدید بات نہیں جس پر قسم کھانے کی ضرورت ہو پھر اس پیشگوئی کی اہمیت راوی حدیث کی نظر اتنی ہے کہ وہ اس کو قرآنی پیشگوئی کہتا ہے اب اس سے اندازہ کر لینا چاہئے کہ جو پیشن گوئی قسم کے ساتھ حدیثوں میں بیان کی گئی ہو بلکہ قرآن کریم میں موجود ہو وہ جزم و یقین کے کس درجہ میں ہوگی (ترجمان السنہ ج ۳ ص ۵۶۷)

آپ آگے چل کر لکھتے ہیں

> یہ بھی واضح رہے کہ حدیث میں حضرت عیسی علیہ السلام کو حکم فرمایا گیا ہے اور حکم وہی ہو سکتا ہے جو فریقین کے نزدیک مسلم ہو اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ نازل ہونے والے وہی اسرائیلی عیسی علیہ السلام ہیں کیونکہ ان کی شخصیت ہی اہل کتاب اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کے نزدیک مسلم ہو سکتی ہے اگر بالفرض اس پیشگوئی کا مصداق کسی ایسے شخص کو قرار دیا جائے جو خود اس امت میں پیدا ہو تو اس کو حکم نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اہل کتاب کے نزدیک مسلم وہ نہیں ہوگا یہاں حکم یعنی ثالث کی ضرورت اس لئے ہے کہ دنیا کے خاتمہ پر جملہ ادیان کا پھر ملت واحدہ بن جانا ضروری ہے اور اس کے لئے اہل کتاب اور اہل قرآن کا باہم اختلاف ہو جانا لازم ہے چونکہ اللہ تعالی کے سب فیصلے دلائل و براہین کی روشنی میں ہوتے ہیں اس لئے اس کی مصلحت نے تقاضا کیا کہ اس مقصد کے لئے ایک ایسی شخصیت آئے جو فریقین کے نزدیک مسلم ہو تا کہ خدا تعالی کی حجت دونوں فریق پر پوری ہو جائے۔ اس لئے خود حضرت عیسی علیہ السلام ہی کا تشریف لانا مقدر ہوا و تمت کلمۃ ربك صدقا و عدلا (ایضا)

☆.....نزول مسیح کا عقیدہ ایمانیات میں سے ہے

حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول قرآن کریم احادیث متواترہ نیز اجماع امت سے بھی ثابت ہے اور ہر دور کے مسلمانوں نے اس عقیدہ کو اپنے ایمان کا جزء مانا ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (۱۵۰ھ) نے فقہ اکبر میں اسے عقائد کی فہرست میں جگہ دی ہے

> و نزول عیسی علیہ السلام من السماء و سائر علامات یوم القیامۃ علی ما وردت بہ الاخبار الصحیحۃ حق کائن (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۳۶)
> (ترجمہ) حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور وہ تمام علامات قیامت جیسا کہ احادیث صحیحہ ان میں وارد ہوئی ہے سب حق ہیں ضرور ہوں گی

پھر حضرت امام مسلم رحمہ اللہ (۲۶۱ھ) نے بھی اپنی صحیح میں اسے کتاب الایمان میں جگہ دی ہے (دیکھئے صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷)
امام ابو بکر محمد بن حسین آجری (۳۶۰ھ) نے بھی یہی بات کہی ہے

> الایمان بنزول عیسی بن مریم علیہ السلام حکما عدلا فیقیم الحق ویقتل الدجال (الشریعہ ص ۳۸۰)

حضرت امام طحاوی (۳۲۱ھ) عقیدہ طحاویہ میں لکھتے ہیں

> و نو من بخروج الدجال و نزول عیسی بن مریم علیهما السلام من السماء (عقیدہ طحاویہ ص ۱۳)

حضرت امام ابو الحسن الاشعری (۳۲۴ھ) اہل حق کے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

> الاجماع الثانی و الا ربعون واجمعو ا علی ان شفاعۃ النبی لاهل الکبائر ... و علی ان الایمان بماجاء من خبر الاسراء بالنبی ﷺ الی السموات واجب و کذلك ماروی من خبر الدجال و نزول عیسی ابن مریم و قتلہ الدجال ...(رسالہ اهل الثغر ص ۲۸۸)

(ترجمہ) اہل سنت کا اس بات کا اجماع ہے کہ اہل کبائر کے لئے حضور کی شفاعت برحق ہے نیز اس بات پر بھی ان کا اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ کے واقعہ معراج پر ایمان لانا واجب ہے اسی طرح ان احادیث پر بھی ایمان لانا واجب ہے جو خروج دجال اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے اترنے اور ان کا دجال کو قتل کرنے کے بارے میں آئی ہوئی ہیں

یہ صرف چند اکابر کے عقائد اور ان کے بیانات نہیں چودہ صدیوں کے اکابرین ایک ہی آواز لگاتے چلے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا آسمان سے اترنا ایمانیات میں سے ہے اور اس عقیدہ کو ماننا ضروری ہے قادیانیوں کا یہ کہنا کسی طرح صحیح نہیں کہ یہ عقیدہ اختلافی رہا ہے۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اسے اختلافی تسلیم نہیں کرتے آپ نے بتایا ہے کہ یہ عقیدہ کسی دور میں بھی اختلافی ہرگز نہیں رہا ہر زمانے میں اکابر علماء اس پر متفق رہے کہ حضرت مسیح آسمان سے اتریں گے آپ نے لکھا

لا خلاف فی انه ینزل فی آخر الزمان (فتوحات مکیہ باب ۷۳)

☆......نزول مسیح کا انکار کفر ہے

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرب قیامت آسمان سے زمین پر دوبارہ آنے کی خبر تواتر کے درجے کی ہے ہر دور کے علماء دین اور اعیان اسلام نے بغیر کسی شک کے اسے قبول کیا ہے اور اس عقیدہ کو اسلامی عقائد میں شمار کیا ہے۔ پہلے تواتر کا مطلب ملاحظہ کیجئے۔ حضرت علامہ شریف جرجانی تواتر کی بحث میں لکھتے ہیں

متواتر وہ روایت ہے کہ جسے اس قدر لوگ روایت کریں کہ ان سب کا جھوٹ پر اکٹھا ہونا عادتا محال ہو جائے اگر وہ روایت الفاظ اور معنی دونوں طریق سے ایک ہو تو اسے متواتر لفظی کہتے ہیں اور اگر اس روایت پر معنا سارے متفق ہوں گو الفاظ میں فرق ہو تو اسے متواتر معنوی کہا جاتا ہے (مصطلح الحدیث ص ۶)

شارح مشکوۃ حضرت مولانا نواب قطب الدین دہلوی نے مولانا عبدالحلیم سے تواتر کی ایک قسم تواتر سکوتی بھی بتلائی ہے آپ لکھتے ہیں

کسی نے ایک خبر بیان کی اور بقیہ دیگر حضرات نے اس پر خاموشی اختیار کی ہو اس کا انکار نہ کیا ہو اور علامات وقرائن سے پتہ چل گیا ہو کہ اگر ان میں سے کسی کو اختلاف ہوتا تو وہ اس پر خاموش نہ رہتے (مظاہر حق ج ا ص ۴۵)

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کی احادیث وروایات ہر دور کے محدثین اور مفسرین کے سامنے آئی فقہاء اور متکلمین نے ان روایتوں کو دیکھا پرکھا ان میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہ کیا نہ اس سے اختلاف کیا ہر کسی نے کھلے دل سے اس عقیدہ کو مانا اس کو اپنے عقائد میں جگہ دی دلائل سے اس کو مضبوط کیا اور اس سلسلہ میں کوئی شبہ پیدا ہوا تو اسے بھی دور کرنا اپنی ذمہ داری سمجھا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نزول عیسیٰ کی احادیث متواتر ہیں اور ہر شبہ سے بالا ہیں۔ مفسر شہیر حضرت علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ (۷۷۴ھ) نے ان احادیث کو متواتر بتلایا ہے آپ لکھتے ہیں

وقد تواترت الا حادیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه اخبر بنزول عیسی علیه السلام قبل یوم القیامة اماما عادلا و حکما مقسطا (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۱۳۳)

آپ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

ثم انه سبحانه رفعه الیه ولنه باق حی وانه سینزل قبل یوم القیامة کما دلت علیه الاحادیث المتواتره التی سنور دها انشاء الله ...... فهذه احادیث متواتره عن رسول الله ﷺ ......و فیها دلالة علی صفة نزوله علیه السلام (ایضاً۔ ج ا ص ۵۷۷۔۵۸۲)

مفسر عالی مقام حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ (۱۲۹۱ھ) عقیدہ ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے نزول عیسیٰ کی روایات کو متواتر بتاتے ہیں

ولا یقدح فی ذلك ای فی ختم النبوة ما اجمعت الامة علیه و اشتهرت فی الاخبار ولعلها مبلغ التواتر المعنوی و نطق به الکتاب ...... ووجب الایمان به والکفر منکره کالفلا سفة من نزول عیسی علیه السلام آخر الزمان لانه کان نبیا قبل تحلی نبیینا صلی الله علیه وسلم بالنبوة فی هذه النشاة (روح المعانی ج ۷ ص ۱۲۰۔ التصریح ص ۵۸)

محدث العصر حضرت مولانا علامہ انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلقہ احادیث کو ایک جگہ اس طرح جمع کر دیا ہے کہ اب اس مسئلہ میں شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی آپ نے اس کتاب کا نام ہی ﴿التصریح بما تواتر فی نزول المسیح﴾ رکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس مسئلہ پر وارد شدہ احادیث متواتر ہیں

عالم عرب کے معروف محدث علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تالیف ﴿نظرة عابرة فی مزاعم من ینکر نزول عیسی قبل الآخرة﴾ میں لکھتے ہیں

والتواتر فی حدیث نزول عیسی علیه السلام تواتر معنوی حیث تتشار کت احادیث کثیرة جدا بینها الصحاح والحسان بکثرة فی التصریح بنزول عیسی علیه السلام مع اشتمال کل حدیث منها علی معانی اخری و هذا ما

لا يستطيع انكاره احد ممن شتم رائحة علم الحديث (نظرة عابرة ص ۴۴)
اس تفصیل سے پتہ چلا کہ نزول مسیح کا عقیدہ جو متواتر احادیث سے ثابت ہے کا انکار کردینا کفر ہے شارح مشکوٰۃ مولانا نواب قطب الدین صاحب محدث دہلوی ایک بحث میں لکھتے ہیں

حدیث مشہور کا درجہ متواتر سے کم ہے یہی وجہ ہے کہ حدیث متواتر کا منکر کافر ہے اور حدیث مشہور کا منکر بر مذہب اصح کافر نہیں ہے (مظاہر حق ج ا ص ۴۶)

حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ ھ) کے دور میں کسی نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہونگے تو آپ پر وحی نہیں آئے گی اور دلیل میں حدیث لا نبي بعدي پیش کی آپ نے اس کے جواب میں کتاب ﴿ الاعلام بحكم عيسى عليه السلام ﴾ لکھی اور اس میں حدیث لا نبی بعدی کی شرح کرنے کے بعد لکھا کہ

ثم يقال لهذا الزاعم هل انت آخذ بظاهر الحديث من غير محال على المعنى المذكور ؟ فيلزمك احد امرين اما نفي نزول عيسى او نفي النبوة عنه و كلاهما كفر (کتاب الاعلام ص ۱۲۔ الحاوی ج ۲ ص ۱۶۶)

(ترجمہ) پھر اس مدعی سے کہا جائے گا کہ کیا تم اس حدیث کے ظاہری معنی لیتے ہو اور جو معنی ہم نے اسکا کیا ہے اس پر محمول نہیں کرتے تو اس صورت میں دو باتوں میں سے ایک بات لازم آئے گی یا تو نزول عیسیٰ کا انکار لازم آئے گا یا بوقت نزول انکی نبوت کی نفی لازم آئے گی اور یہ دونوں باتوں کفر ہیں

اس سے صاف واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انکار کفر ہے اور ایسے شخص کا اسلام سے کوئی رشتہ باقی نہیں رہتا۔ حضرت الاستاذ محقق العصر حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتھم العالیہ تحریر فرماتے ہیں

آنحضرت ﷺ سے جو حدیثیں تواتر کے ساتھ منقول ہیں ان کی تکذیب بھی حضور ﷺ کی تکذیب ہے سو حدیث متواتر سے ثابت ہونے والے جملہ امور پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے ان میں سے کسی ایک کا انکار کردیا جائے تو انسان مسلمان نہیں رہتا۔ ایمان حضور ﷺ کو آپ کی جملہ تعلیمات میں سچا ماننے کا نام ہے ایمان کے لئے آپ کی سب تعلیمات کو ماننے کی قید ہے کفر کے لئے کسی ایک کا انکار بھی کافی ہے (آثار الحدیث ج ۲ ص ۱۲۸)

☆ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کیفیت

حضرت نواس بن سمعان کہتے ہیں کہ آنحضرت کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے آپ دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر اتریں گے اور دو زرد زعفرانی رنگ کی چادریں اوڑھے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے ہونگے سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے ٹپکتے ہوئے معلوم ہونگے اور جب سر اٹھائیں گے تو بالوں میں چاندی کے سے موتی گرتے محسوس ہونگے۔ الحدیث۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۰۱)

حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی اس پر لکھتے ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان پر اٹھائے گئے تھے تو اس وقت انکے بالوں سے پانی کے چند قطرے ٹپک رہے تھے یہ کرشمہ قدرت ہے کہ جب وہ نازل ہونگے تو اس وقت بھی یوں ہی نظر آئے گا کہ انکے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں گویا وہ غسل کر کے ایک دروازے سے نکلے تھے اور پانی خشک ہونے سے پہلے اب دوسرے دروازہ سے داخل ہو رہے ہیں جس عالم میں نہ دن ہو نہ رات نہ سردی ہو نہ گرمی اور نہ صحت ہو نہ مرض پھر اس عالم میں اگر پانی کے یہ قطرے بھی کسی تغیر سے محفوظ رہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے (ترجمان السنہ ج ۳ ص ۵۸۱)

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ لوگ نماز کی اقامت سن رہے ہونگے کہ ان کو ایک بدلی ڈھانک لے گی اتنے میں آپ اتر چکے ہونگے۔ (اکمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم ج ا ص ۲۶۶۔ للامام الابی المالکی (۸۲۷ ھ) حضرت امام مہدی آپ سے ملاقات کریں گے اور نہایت ادب واحترام اور تواضع وخوش خلقی کے ساتھ پیش آئیں گے اور عرض کریں گے کہ اے اللہ کے نبی آپ امامت فرماویں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب میں فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کرو کیونکہ بعض بعض کے لئے امام ہیں اور یہ عزت اس امت کو خدا نے دی ہے پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے بعد نماز حضرت امام مہدی آپ سے عرض کریں گے کہ اے اللہ کے نبی اب مسلمان لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں آپ فرمائیں گے کہ نہیں یہ کام بدستور آپ کے ماتحت رہے میں تو قتل دجال کے لئے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہاتھوں مقدر ہے (قیامت نامہ ص ۲۰ از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ) پھر آپ دجال کی تلاش میں نکل پڑیں گے تا آنکہ اسے باب لد مقام پر پائیں گے آپ پھر اسے قتل کریں گے (جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۸)

علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (۸۱۷ ھ) مقام لد کی تعیین کرتے ہوئے لکھتے ہیں

لد بالضم قرية بفلسطين يقتل عيسىٰ عليه السلام الدجال عند بابها (القاموس المحیط ج ا ص ۲۳۵)
(ترجمہ) لد فلسطین کی ایک بستی کا نام ہے جس کے دروازے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے
مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے اس نے لکھا
جس وقت وہ اترے گا اسکی زرد پوشاک ہوگی دونوں ہتھیلی اسکی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوگی ۔۔۔پھر حضرت ابن مریم دجال کی تلاش میں نکلیں گے ۔اور لد کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہیں اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے (ازالہ اوہام در روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۰۹)
مگر افسوس کہ جب مرزا غلام احمد کو مسیح بننے کا شوق چرایا تو ایک وحی بنائی کہ خدا نے اسے مسیح کے فوت ہونے کی خبر کردی ہے پھر اس نے چراغ بی بی سے مریم غلام احمد سے عیسیٰ ۔زرد پوشاک سے دو بیماریاں ۔دجال سے پادری اور لد سے لدھیانہ مراد لے لیا اور یوں قادیان دمشق بن گیا اور پھر وہاں بقول اسکے مسیح اتر آیا۔فاعتبروا یا اولی الابصار
☆......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے اغراض و مقاصد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے اغراض و مقاصد کیا ہونگے ؟ اسکے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش نظر رکھئے ۔حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا
والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم علیه السلام حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة (صحیح مسلم ج ا ص ۸۷)
(ترجمہ) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہونگے جو عدل و انصاف کا حکم دیں گے صلیب توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ موقوف کریں گے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
یقتل ابن مریم الدجال بباب لد (جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۸ ۔صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۰۱)
(ترجمہ) حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دجال کو باب لد پر قتل کر ڈالیں گے
فینزل عیسیٰ بن مریم فامهم فاذا راه عدو الله ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکه لا نذاب حتیٰ یهلك ولکن یقتله الله بیده فیریهم دمه فی حربته (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۲)
(ترجمہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے اور وہ مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے اور جب اللہ کا دشمن (یعنی دجال) ان کو دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو چھوڑ دیتے تو بھی وہ پگھل کر ہلاک ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کو حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے قتل کرے گا اور آپ کے نیزے پر دجال کا خون لوگوں کو دکھائے گا
اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا مقصد کسر صلیب قتل خنزیر اور قتل دجال (یہودیت وعیسائیت کا کلی خاتمہ) ہوگا آپ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ پوری دنیا میں اسلام کو غلبہ عطا فرمائیں گے اور ساری دنیا میں صرف اسلام ہی کا پرچم لہرائے گا۔
مرزا غلام احمد جب مسیح موعود ہونے کا مدعی ہوا تو اس نے کہا کہ وہ یہ کام کر چکا ہے جس کی خبر حدیث میں دی گئی ہے لیکن دنیا گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد ان مقاصد میں ہرگز کامیاب نہ ہوسکا بلکہ اس کے دور میں عیسائیت کو اور زیادہ غلبہ ملا اور عیسائیوں کی تعداد میں اضافہ بھی ہوا۔ یہ قادیانیوں کے لئے مقام غور ہے کہ جو شخص نہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوا اور نہ اپنے دعویٰ کو سچا کر دکھائے کیا اس کے پیچھے چلنا دانشمندی ہے؟۔اس کی تفصیل آپ کو راقم الحروف کی کتاب ﴿**تجزیہ قادیانیت**﴾ میں ملے گی جو ختم نبوت اکیڈمی لندن کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے اور اب انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے

☆......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج کرنا اور روضہ اطہر پر سلام کرنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل دجال کے بعد حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کریں گے اور آنحضرت ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری دیں گے آنحضرت ﷺ نے قسم کھا کر یہ بات بیان فرمائی ہے۔حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا
والذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا او لیثنینهما (صحیح مسلم ج ا ص ۸۷)
(ترجمہ) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فج روحاء کے مقام سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے
حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تلبیہ یہ تھا

لبیک عبدک وابن عبدیک (اے اللہ تیرا بندہ اور تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا حاضر ہے) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تلبیہ اس طرح ہوگا لبیک عبدک وابن امتک (اے اللہ تیرا بندہ اور تیری بندی کا بیٹا حاضر ہے) (مسند بزار ج ۳ ص ۲۲۲۔ ماخوذ از اعیان الحجاج ص ۲۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس تلبیہ میں اس بات کا صاف صاف اعلان ہے کہ انکی ولادت میں باپ کا کوئی عمل دخل نہ تھا آپ کی صرف اور صرف والدہ تھی اللہ نے آپ کو بغیر باپ کے وجود بخشا ہے

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا

لیھبطن عیسیٰ بن مریم حکما عدلا قسطا ولیسلکن فج الروحاء حاجا او معتمرا ولیسلمن علی فلا اردن علیہ (علل الحدیث ج ۲ ص ۹۳ للامام ابن ابی حاتم الرازی)

ولیقفن علی قبری فلیسلمن عنی ولا ردن علیہ (ابن عساکر۔ کتاب الاعلام ص ۱۶۲۔ للامام السیوطی)

(ترجمہ) حضرت عیسیٰ حاکم عادل اور امام منصف کی حیثیت سے نازل ہونگے فج روحاء سے حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر گزریں گے اور (روضہ اطہر پر) مجھے سلام کہیں گے اور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات قسم کھا کر فرمائی ہے

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسیٰ بن مریم ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لا جیبنہ (مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۱۰۱)

☆ ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور کا عام نقشہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں یہودیت وعیسائیت کے مکمل خاتمہ کے بعد پھر چہار طرف اسلام کی حکمرانی ہوگی اور سوائے دین اسلام کے اور کوئی مذہب باقی نہ رہے گا فیھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۵۔ المصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۴۰۰) اور یہ اسلامی قوانین کی برکت ہوگی کہ ہر جگہ امن وامان اور سکون واطمینان ہوگا اور آپ کے زمانہ میں مال کی بہتات ہوگی اور مال اس قدر رہوگا کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر ارشاد فرماتے ہیں

ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد (صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷) ویعطی المال حتی لا یقبل ویضع الخراج (مسند احمد۔ مسند ابی ہریرہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دور کی برکت کا یہ عالم ہوگا کہ لوگوں کے قلوب پاکیزہ ہوجائیں گے نیکی کی فضا عام ہوگی لوگوں کے روحانی امراض نہ ہونے کے برابر ہونگے لوگوں کے قلوب سے کینہ بغض اور حسد نکل جائے گا حضورﷺ نے قسم کھا کر یہ بات بیان فرمائی ہے حضرت ابو ہریرہ حضورﷺ کا ارشاد بیان فرماتے ہیں

ولتذھبن الشحناء والتباغض والتحاسد (صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷)

مفسر شہیر حضرت علامہ ناصر الدین بیضاوی (۶۸۵ھ) لکھتے ہیں

وروی انہ علیہ الصلاۃ والسلام ینزل من السماء حین یخرج الدجال فیھلکہ ولا یبقی احد من اھل الکتاب الا لیومنن بہ حتی تکون الملۃ الواحدۃ وھی ملۃ الاسلام وتقع الامنتہ حتی ترتع الاسود مع الابل والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم وتلعب الصبیان بالحیات لا تضرھم (انوار التنزیل واسرار التاویل ج ۲ ص ۲۰۳ المصنف عبد الرزاق ج ۱۱ ص ۴۰۱)

(ترجمہ) روایت میں آتا ہے کہ آپ اس وقت آسمان سے نازل ہونگے جب دجال نکلے گا پس آپ اس کو ہلاک کردیں گے اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ رہے گا جو ایمان نہ لائے اس وقت صرف ایک ہی دین رہ جائے گا اور وہ دین اسلام ہوگا اور زمین پر ہر جانب امن وامان کا دور دورہ ہوگا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہیں پہنچائے گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

فاذا قتل الدجال تضع الحرب اوزارھا فکان السلم فیلقی الرجل الاسد فلا یھیجہ ویاخذ الحیۃ فلا تضرہ تنبت الارض کنبا تھا علی عھد آدم ویومن بہ اھل الارض ویکن الناس اھل الارض ویکن الناس اھل ملتہ واحدۃ (کنز العمال ج ۷ ص ۲۶۸)

(ترجمہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دجال کو قتل کرڈالیں گے تو لڑائی (بالکل) ختم ہوجائے گی اور امن وسکون کا یہ حال ہوگا کہ آدمی شیر کے سامنے آئے گا تو شیر اس سے غصہ میں نہ آئے گا اور سانپ کو ہاتھ میں لے گا تو وہ اس کو نہ ڈسے گا اور زمین سے پیداوار اس طرح ہوگی جیسے

حضرت آدم کے زمانہ میں ہوتی تھی اور روئے زمین کے تمام لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے اور تمام لوگ ایک ملت ہو جائیں گے

محدث کبیر حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی قدس سرہ میں لکھتے ہیں

حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کی برکات کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت ایک غیر معمولی شخصیت ہوگی وہ کوئی معمولی محکوم انسان نہیں ہونگے بلکہ حاکم بھی وہ ہونگے جو وقت کی بڑی طاقت یعنی نصرانیت کا صرف روحانی طور پر ہی نہیں بلکہ مادی طور پر بھی استیصال فرمائیں گے اور شعائر نصرانیت میں سب سے بڑا شعار یعنی صلیب اسکو نیست و نابود کر دیں گے اخروی برکات کے ساتھ ساتھ دینوی برکات میں بھی انکے قدموں سے لگی ہوئی ہونگی اور یہ سب برکات اتنی ظاہر و باہر ہونگی کہ اس وقت کے انسانوں کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وہی اسرائیلی رسول ہونے کا بدیہی ثبوت دیں گے ۔(ترجمان السنۃ ج ۳ ص ۵۶۷)

اس سے واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہر طرف اسلام کی حکمرانی ہوگی آپ کا دور امن وسکون کے دور ہوگا ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کے زمانہ میں اہل اسلام جن مصائب سے دوچار ہوئے ہیں وہ کسی بھی اہل خبر سے مخفی نہیں کون نہیں جانتا کہ انگریزوں نے ہر طرف سے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا اور عیسائی حکمران مسلمانوں پر جبر کرتے ہوئے اپنی سلطنت وسیع کر رہے تھے علماء اسلام ظلم وستم کی چکی میں پس رہے تھے بدامنی اور بے سکونی ہر جا پھیلی پڑی تھی اور خود مرزا غلام احمد چندہ کرتا پھرتا تھا اور دھوکہ دے دے کر پہلے مسلمانوں پھر قادیانیوں کے مال پر ہاتھ صاف کرتا تھا کیا کوئی قادیانی ان تاریخی حقائق کی جرات کر سکتا ہے اور اس سچ کے ہوتے ہوئے کیا وہ مرزا غلام احمد کی غلامی سے نکلنے کے لئے تیار ہے؟

☆ ......حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدی کے مطابق فیصلہ کریں گے

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں اور صاحب کتاب رسول ہیں آپ کو انجیل دی گئی پھر آپ نے اپنے دور میں تورات وانجیل کے احکام نافذ کئے اور اسی کے مطابق فیصلے کئے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو انہی احکام کی رو سے واپس لاتے رہے ۔لیکن جب آپ قرب قیامت تک تشریف لائیں گے ۔تو آپ تورات وانجیل کے احکامات کا نفاذ نہیں کریں گے بلکہ آپ شریعت محمدی کا اتباع کریں گے اور اسی کے مطابق فیصلے فرمائیں گے کیونکہ یہ دور دور محمدی ہے اب حضور خاتم النبیین کا سکہ چلے گا اور شریعت محمدی کا فیصلہ اللہ کے ہاں قبول ہوگا ۔

مرزا غلام احمد اور قادیانی علماء مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے عقیدے میں جو نبی آنے والا ہے وہ چونکہ بنی اسرائیل کا نبی ہے اسلئے وہ تورات وانجیل کے مطابق ہی فیصلے کرے گا اور مکہ کے بجائے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے عبادت کرے گا اور مسلمانوں کو حکم دے گا کہ شریعت محمدی پر نہ چلیں ۔(استغفر اللہ)

یاد رکھئے قادیانیوں کے اس پروپیگنڈا میں کوئی وزن نہیں ہے اور نہ انکی یہ بات صحیح ہے مرزا غلام احمد نے اپنی کتابوں میں یہ بات بار بار دہرائی ہے حالانکہ وہ خود اور اسکے دوسرے مبلغین صحیح مسلم کے صرف ابواب ہی دیکھ لیتے تو انہیں اتنا بڑا جھوٹ بولنے کی کبھی ہمت نہ ہوتی ۔ شارح مسلم حضرت امام نووی (۶۷۶ھ) نے صحیح مسلم کی کتاب الایمان میں نزول عیسیٰ کی احادیث پر یہ باب باندھا ہے

باب نزول عیسیٰ بن مریم علیه السلام حاکما بشریعته نبیینا صلی الله علیه وسلم و اکرام الله هذه الامته وزادها الله شرفا (صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷)

آپ سے بہت پہلے محدث شہیر حضرت امام ابو عوانہ اسفرائینی (۳۱۶ھ) اپنی مسند میں بطور باب یہ بات لکھ چکے تھے

ان عیسیٰ علیه السلام اذا نزل یحکم بکتاب الله وسنته محمد صلی الله علیه وسلم ویکون امامهم من امته محمد صلی الله علیه وسلم (مسند ابی عوانہ ج ۱ ص ۱۰۲)

حضرت امام خطابی (۳۸۸ھ) نے ایک بحث میں یہ الفاظ لکھے ہیں

فی حکم شریعته نبیینا محمد صلی الله علیه وسلم (معالم السنن ج ۴ ص ۳۴۷)

حضرت امام عبد القاہر (۴۲۹ھ) نے کھل کر لکھا ہے

ان عیسی علیه السلام اذا نزل من السماء ینزل بنصرة شریعته الاسلام ویحی ما احیاه القرآن ویمیت ما اماته القرآن (اصول الدین ص ۱۶۲)

راقم الحروف کے پیش نظر علماء اسلام کے بے شمار بیانات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہر دور کے اکابرین بہت پہلے ہی اس طرح کے شبہات کا جواب دے چکے ہیں شارح بخاری حضرت علامہ کرمانی (۷۸۶ھ) نے کھلے لفظوں میں یہ بات کہی ہے آپ حدیث کے الفاظ وامامکم منکم کے تحت لکھتے ہیں

یعنی یحکم بینکم بالقرآن لا بالا نجیل

(الکوکب الدراری فی شرح البخاری ج ۱۴ ص ۸۸)
اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ قادیانیوں کے اس فریب میں کوئی وزن نہیں کہ حضرت عیسیٰ انجیلی احکامات پر عمل کریں گے اور اہل ایمان کو مسجدوں کے بجائے کلیسا کی طرف لے جائیں گے اور خانہ کعبہ کے بجائے بیت المقدس کی طرف رخ کرائیں گے یاد رکھئے آپ کا ہر عمل شریعت محمدی کے مطابق ہوگا اور آپ اسی کی رو سے فیصلہ کریں گے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (۱۳۶۲ھ) نے اپنے ایک وعظ میں اس موضوع پر گفتگو فرماتے ہوئے ایک علمی اشکال کا بڑا عمدہ جواب دیا ہے۔ آپ اللہ کے ہاں ''اسلام کی مقبولیت'' کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ

مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے ہم نے اسی اسلام کو پسند کیا ہے یہ دنیا سے کبھی زائل نہ ہوگا کوئی اسکا مٹانے والا نہیں۔ کوئی اسکا ناسخ نہیں جیسے اور ادیان کیے بعد دیگرے منسوخ ہوتے گئے یہ ایسا نہ ہوگا ہمیشہ رہے گا۔ سو یہ خبر بقاء الی یوم القیامہ کی تصریح آج ہی ارشاد فرمائی گئی اگرچہ ختم نبوت کی خبر سے لزوماً یہ بھی معلوم ہوگیا تھا

یہاں شاید کسی کو وہم ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام تو آخر زمانہ میں آویں گے اور وہ اپنے خاص احکام جاری کریں گے مثلاً جزیہ کا قانون اٹھا دیں گے جو کہ حکم اسلامی ہے خنزیر کی نسل کو مٹا دینے کا حکم فرماویں گے اور یہ سب ظاہرا لنسخ ہے؟

جواب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس حیثیت سے نہ آویں گے کہ ان کو اس وقت نئی نبوت یا شریعت اسلامیہ کے خلاف کوئی شریعت عطا ہوگی۔ لا نبی بعدی کے یہی معنی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی جدید نبوت یا شریعت اسلامیہ کے خلاف کوئی شریعت عطا نہ ہوگی۔ یہ مطلب نہیں کہ کوئی پہلے کی نبوت عطا کیا ہوا نبی بھی شریعت اسلامیہ کا متبع ہوکر بھی دنیا میں نہ آوے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے سے نبی تھے اور شریعت اسلامیہ ہی کے تابع ہوکر تشریف لائیں گے ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنا اور متبع ہوکر آنا لا نبی بعدی کے خلاف نہیں سو وہ آکر حضور ﷺ ہی کی شریعت کے موافق عمل کریں گے تو لا نبی کے معنی یہ نہیں کہ کوئی پرانا نبی بھی حضور ﷺ کے دین کی خدمت کیلئے نہ آوے گا۔ غرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل بھی ہونگے اور اس وقت نبی بھی ہونگے۔ مگر اعطائے نبوت ان کے لئے پہلے ہوچکی ہے اور آپ علیہ السلام نیابت کے طور پر آویں گے نہ کہ مستقل بن کر اور حاکم ہوکر بلکہ حضور ﷺ کے محکوم ہوکر آویں گے اس میں تو حضور ﷺ کی اور فضیلت بڑھ گئی کہ نبی بھی حضور ﷺ کے خادم ہونگے۔ حدیث میں ہے لو کان موسیٰ حیاء لما وسعہ الا اتباعی کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو وہ سوائے میرے اتباع کے اور کچھ نہ کرتے آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا لسلبت نبوتہ کہ ان کی نبوت چھن جاتی بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ متبع ہوکر رہتے غرض رضیت لکم الاسلام کے یہ معنی ہوئے کہ ہم نے ہمیشہ کے لئے اسی دین کو پسند کیا

پس حدیث میں جو ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر جزیہ کو موقوف کردیں گے اور اس وقت دو ہی باتیں رہ جائیں گی یا اسلام لاؤ یا قتال کرو تو نسخ نہیں ہے بلکہ اس وقت شریعت محمدیہ کا یہی قانون ہوگا جس کو عیسیٰ علیہ السلام جاری فرمادیں گے اور بڑے مزہ کا لطیفہ ہے کہ عیسائی لوگ مسئلہ جہاد کے اوپر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے اس مد کو کیونکر رکھا؟ میں کہتا ہوں کہ اپنے پیغمبر ہی سے پوچھو وہ عنقریب آنے والے ہیں۔ فانتظر و انا منتظرون........ حضور ﷺ نے تو پھر بھی تمہاری رعایت کی ہے کہ جزیہ دے کر جان بچا سکتے ہو عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں دو ہی باتیں ہونگی یا اسلام یا سیف........ غرض عیسیٰ علیہ السلام حکم اسلامی قدیم کو منسوخ نہ فرماویں گے کہ پہلے جزیہ کا حکم تھا اور اب اس کو اٹھاویں گے یا کہ ان کو ناسخ کہا جائے۔

پھر رضیت لکم الاسلام دینا ای تابیدا پر شبہ کیا جائے کہ تابید (ہمیشہ کے لئے) تو جب ہوتی کہ اسلام کا ہر حکم قیامت تک رہتا...... سو جواب ظاہر ہے کہ اس حکم کو عیسیٰ علیہ السلام نے منسوخ نہیں کیا بلکہ حضور ﷺ ہی نے منسوخ کیا ہے پس حدیث میں یضع الجزیہ خبر بمعنی انشاء ہے یعنی حضور ﷺ نے خود ہی یہ حد مقرر فرمائی کہ اے عیسیٰ جب تم آؤ اس وقت کفار کے ساتھ یہ معاملہ برتنا اسکی مثال ایسی ہے کہ طبیب نے کسی مریض کو مسہل دیا اور اس سے کہہ دیا کہ مسہل لینے کے بعد یہ ٹھنڈا پانی پینا تو اب مریض جو ٹھنڈا پانی پیتا ہے یہ اسکی ایجاد نہیں بلکہ طبیب ہی کا کہنا پورا کرتا ہے۔ طبیب ہی نے بتلا دیا تھا کہ تین روز کے بعد تبرید (ٹھنڈک) تجویز ہوگی اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہے کہ اس وقت آپ جزیہ کو موقوف کردیں عیسیٰ علیہ السلام اپنی طرف سے ایجاد نہیں کریں گے بلکہ آپ ہی کے فرمان کو بجالاویں گے۔ (محاسن اسلام ص ۹۵)

آپ ایک اور وعظ میں فرماتے ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں تشریف لاویں گے تو آپ ہی کی شریعت کا اتباع کریں گے۔ (وعظ الظہور ص ۲۵)

آپ کا یہ بیان بھی دیکھیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول الی الارض کے وجوبا آپ کا اتباع فرمائیں گے (وعظ الرفع والوضع ص ۵۳)

محدث کبیر حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی قدس سرہ (۱۳۸۵ھ) لکھتے ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے لئے صاحب شریعت رسول ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے اور ان پر امت کو ایمان لانا یہ ان کی رسالت کا حق ہے جو پہلے بھی تھا اور آج بھی ہے لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد چونکہ شریعت صرف آپ کی شریعت ہے اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آکر اسی کا اتباع فرمائیں گے بلکہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب تورات بھی آجائیں تو ان کیلئے بھی شریعت یہی شریعت ہوگی اگر

کوئی کامل سے کامل رسول کسی بڑی شریعت کا اتباع کرتا ہے تو اس سے اس کی نبوت ورسالت میں ذرہ برابر بھی کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا بہت سے انبیاء علیہ السلام گذرے ہیں جن کی اپنی کوئی شریعت ہی نہ تھی لیکن پھر خدا تعالیٰ کے نبی کہلائے پھر جو شریعت کہ سب شرائع کی جامع ہو اگر کوئی رسول آکر اس کی اتباع کرتا ہے تو اس میں اس کی رسالت کے خلاف بات کیا ہے لہذا یہ سوال کتنا نامعقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو کیا رسالت کی صفت ان سے سلب کر لی جائے گی۔ جی نہیں وہ رسول ہی ہونگے اور جس طرح ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں اسی طرح اس وقت بھی ایمان رکھیں گے صرف اتباع شریعت کا مسئلہ ہے تو جب ہر رسول کی اپنی شریعت میں نسخ ومنسوخ ہونے سے اس میں کوئی فرق نہیں آتا اسی طرح اگر ایک شریعت منسوخ ہوکر دوسری شریعت آجائے تو اس سے بھی اس میں کوئی فرق نہیں آتا اس کے کمالات وہی ہیں اس پر ایمان رکھنا اسی طرح ضروری ہے اور جس شریعت کی وہ دعوت دے اسی کی اتباع ہر وقت لازم ہے پس پہلے زمانے میں ان کی شریعت انجیل تھی اور نزول کے بعد اب ان کے لئے قرآن شریعت ہوگا جب وہ شریعت انجیل کے داعی تھے اس وقت قرآن کریم نہ تھا اور جب وہ تشریف لائیں گے تو اس سے پہلے انجیل منسوخ ہو چکی ہوگی اور ان کے سامنے قرآن شریعت ہوگی لہذا وہ خود بھی اس کا اتباع فرمائیں گے کسی خاص شریعت کے خاص خاص احکام یا شریعت کے منسوخ ہو جانے سے رسالت کے مسلوب ہونے نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (ترجمان السنہ ج۳۔ص۵۸۹)

سو یہ بات اپنی جگہ برحق ہے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اپنی دوبارہ تشریف آوری پر اسی شریعت (شریعت محمدی) کا اتباع کریں گے اسی پر چلنے کی دعوت دیں گے اور آپ اسی شریعت کی دی تعلیمات اور ہدایات کے مطابق فیصلہ کریں گے

☆.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حکمتیں

﴿سوال﴾ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ سے زائد انبیاء کرام میں سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی اس بات کے لئے کیوں منتخب کیا کہ انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھالیا اور قرب قیامت آپ کو دوبارہ نازل فرمانے کا وعدہ فرمایا آپ کے نزول میں کیا حکمت ومصلحت ہوسکتی ہے؟

﴿الجواب﴾ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہیں اس کی حکمتوں کو کوئی نہیں جان سکتا تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة یہ الگ بات ہے کہ اس کی حکمتوں کو ہم پوری طرح نہ پاسکیں تاہم بعض محدثین عظام اور حکماء اسلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کے اسرار اور اس کی حکمت بیان فرمائی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس باب میں اس کی حکمت پر کچھ روشنی دلوں کے اطمینان کا باعث بنتی ہے محدث شہیر حضرت امام علامہ حافظ بدرالدین محمود بن احمد العینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

قال قلت مالحکمة فی نزول عیسی علیه الصلاة والسلام و الخصوصیة به ؟ قلت فیه وجوه ﴿الاول﴾ للرد علی الیهود فی زعمهم الباطل انهم قتلوه و صلبوه فبین الله تعالی کذبهم و انه هو الذی یقتلهم ﴿الثانی﴾ لاجل دنو اجله لیدفن فی الارض اذ لیس لمخلوق من التراب ان یموت فی غیر التراب ﴿الثالث﴾ لانه دعا الله تعالی لما رای صفة محمد صلی الله علیه وسلم و امته ان یجعل منهم فاستجاب الله دعائه و ابقاه حیا حتی ینزل فی آخر الزمان و یجدد امر الاسلام فیوافق خروج الدجال فیقتله ﴿الرابع﴾ لتکذیب النصاری و اظهار زیغهم فی دعواهم الا باطیل و قتله ایاهم ﴿الخامس﴾ ان خصوصیة بالامور المذکورة لقوله صلی الله علیه وسلم ان اولی الناس بابن مریم لیس بینی و بینه نبی وهو اقرب الیه من غیره فی الزمان و هو اولی بذلك (عمدۃ القاری ج۱۶ص۳۹)

☆.....(ترجمہ) اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے میں کیا حکمت ہے اور ان کی خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں

﴿اول﴾۔ یہ کہ آپ کے نزول سے یہود کے اس باطل خیال کا رد کرنا مقصود ہے کہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کر دیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ واضح کر دیا اور بتادیا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی یہود کو قتل کریں گے

﴿دوم﴾ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت موعود قریب آجانے کی وجہ سے ان کو نازل کیا گیا تاکہ آپ کی موت واقع ہو اور آپ زمین میں دفن ہوں کیونکہ جو مٹی سے پیدا ہوا ہے اس کی موت بھی زمین کے سوا کسی دوسری جگہ نہیں ہوسکتی

﴿سوم﴾ یہ کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی (عالیشان) صفت دیکھیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کو بھی اس امت میں شامل فرمادے پس اللہ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ان کو آسمان پر زندہ رکھا یہاں تک کہ آخری زمانہ میں نازل ہونگے دین اسلام کی تجدید کریں گے اس وقت دجال نکلا ہوا ہوگا آپ اس کو قتل کریں گے

﴿چہارم﴾ یہ کہ آپ کا نزول عیسائیوں کی تکذیب اور ان کے باطل دعووں کی کجی کے اظہار اور ان کے مٹانے کے لئے ہوگا۔

﴿پنجم﴾ یہ کہ ان امور مذکورہ میں آپ کی خصوصیت کی وجہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے زیادہ تعلق عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے ہے

کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ پس دوسرے انبیاء کرام کی بہ نسبت ان کو قرب زمانی حاصل ہے اس لئے آپ نزول کے زیادہ مستحق ہیں۔

☆......شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) نے بھی اپنی شرح بخاری میں یہی بات اختصار سے لکھی ہے (دیکھئے فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۵۴)

☆......حضرت مولانا شاہ عبدالحق بخاری محدث دہلوی (۱۰۷۳ھ) کا یہ بیان دیکھئے جو آپ نے علامہ عینی کی تائید میں دیا ہے

در تخصیص نزول عیسی علیہ السلام دفع عقیدہ باطلہ نصاری است کہ میدانستند عیسی را یہود کشتہ اند و بر دار کشیدہ و نیز عیسی اقرب انبیاء و مصدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و حیات وی بنص قطعی ثبوت پیوستہ

(تیسیر القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۳۴۵)

☆......شیخ الاسلام فخر الدین بن محب اللہ بن نور اللہ بن نور الحق بن شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی صحیح بخاری کی شرح میں علامہ عینی کا پورا بیان فارسی زبان میں نقل کیا ہے (دیکھئے شرح شیخ الاسلام برحاشیہ تیسیر القاری ج ۶ ص ۱۵۷)

☆......عمدۃ المحدثین حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری (۱۳۵۲ھ) نزول مسیح کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ اس عالم میں بھی آخرت کے کچھ نمونے موجود ہیں... اور قرب قیامت کا زمانہ تو خرق عادت کا وقت ہے اور نبوت دجل وفریب کے مقابلہ اور مقاومت کے لئے ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ وعلیہ وسلم کے ارشاد میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ اگر وہ (یعنی دجال) میری موجودگی میں آیا تو اس کے مقابلے کے لئے میں خود موجود ہوں اور عیسی علیہ السلام تو درحقیقت اس باب میں دجال کی بالکل ضد ہیں۔ پس جب دنیا ہی میں آخرت کے نمونے موجود ہیں تو قیامت کے آنے کو کیوں مستبعد سمجھا جائے؟ اور علامات قیامت کا کیوں انکار کیا جائے اور جب ویسے بھی دنیا میں دجل سحر شعبدہ بازی جیسے اعمال بہر حال پائے جاتے ہیں تو انکے مقابلے میں معجزات حسیہ کا وجود بھی ضروری ہے کیونکہ سنت اللہ یوں ہی جاری ہے اور چونکہ دجال مسیح علیہ السلام کا نام چرالے گا (یعنی خود مسیح بن بیٹھے گا) تو اس کے مقابلے میں اس کی تردید وتکذیب کی غرض سے مسیح علیہ السلام کا نزول ضروری ہوا اور چونکہ مسیح السلام خود من جملہ ارواح کے ہیں اور نمونہ آخرت ہیں اس لئے ان کی حیات کا طویل ہونا بھی (کوئی مستبعد چیز نہیں ہے بلکہ) سنت اللہ ہے (تحیۃ الاسلام ص ۸)

☆......محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ (۱۳۹۷ھ) تحریر فرماتے ہیں

جاننا چاہیے کہ دجال لعین مسیح ضالت ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام مسیح ہدایت ہیں۔ یہود کی یہ بدقسمتی تھی کہ انہوں نے مسیح ہدایت حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کی تو مخالفت کی اور آپ کے قتل وصلب کی سازش کی (جس میں وہ کامیاب نہ ہوسکے اور اللہ نے انہیں بحفاظت آسمان پر اٹھالیا) لیکن وہ مسیح ضالت دجال کی پیروی کریں گے جو خود بھی یہودی ہوگا اس لئے حکمت الہیہ کا تقاضا تھا کہ مسیح ہدایت مسیح ضالت کو قتل کرنے کے لئے نزول فرمائیں اور ان یہود کو بھی قتل کریں جنہوں نے مسیح برحق کی تو مخالفت اور عداوت کی اور جھوٹے مسیح دجال کی پیروی کرلی اسی کے ساتھ ساتھ ان عقائد باطلہ کی بھی اصلاح کریں جو عیسائیت میں گھس آئے تھے اور صلیب کو توڑ ڈالیں۔ اور چونکہ دجال لعین مسیحت کا لبادہ اوڑھ کر خود کو مسیح کہلائے گا الوہیت کا دعوی کرے گا خباثت اور ضالت کی آخری حد پار کر جائے گا قوائے طبعیہ پر حکمرانی کرے گا مردوں کو زندہ کرکے مسیح علیہ السلام کے منصب میں تلبیس کرے گا علاوہ ازیں شعبدہ بازیوں جادو کے کرشموں اور حیوانات وجمادات کی تسخیر کے ذریعہ لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالے گا اس لئے یہ بات بالکل قرین قیاس تھی کہ قتل دجال کے لئے ایک ایسی شخصیت کو لایا جائے گا جو تسخیری کمالات میں نہایت بلند درجہ پر فائز اور منصب نبوت سے سرفراز ہو ایسی برگزیدہ شخصیت ہی قتل دجال پر قادر ہوسکتی اور دجالی کرشمہ سازیوں کا مقابلہ کرسکتی تھی یہ شخصیت حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوگی۔۔۔

پھر چونکہ عیسی علیہ السلام روحانیت میں اس قدر بلند مقام رکھتے ہیں کہ انہیں روح اللہ کے لقب سے مشرف کیا گیا وہ حق تعالی کے کلمہ کن سے پیدا ہوئے اور وہ بحکم الہی اپنی مسیحائی سے مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اس لئے وہ بجا طور پر اس کے مستحق تھے کہ آسمان میں طویل مدت تک زندہ رہ کر نزول اجلال فرمائیں تا کہ ان کے دست مبارک سے ایسے خوارق الہیہ کا ظہور ہو جو دجال اکبر اور عام دجالوں کے ہاتھ سے ظاہر ہونے والے تمام عجائبات سے بدرجہا فائق ہوں تا کہ تمام لوگوں پر حجت الہیہ قائم ہوجائے فللہ الحجۃ البالغۃ (ترجمہ مقدمہ عقیدۃ الاسلام ص ۳۴)

☆......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحبؒ لکھتے ہیں

سنت الہی اس طرح جاری ہے کہ جب کسی شئی کو پیدا فرماتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ اس کے مقابل اور اس کی ضد کو بھی پیدا فرماتے ہیں۔ زمین کے مقابل آسمان اور لیل (رات) کے مقابل نہار (دن) اور ظلمت کے مقابل نور اور صیف (گرمی) کے مقابل شتا (سردی) اور ظل (سایہ) کے مقابل حرور (دھوپ) کو پیدا کیا۔ ٹھیک اسی طرح کفر کے مقابل ایمان کو پیدا فرمایا اس لئے کہ ایمان کا حاصل تسلیم وانقیاد ہے اور کفر کا حاصل اباء واستکبار ہے اور اسی طرح ایمان اور کفر ہر ایک کا الگ الگ منبع اور معدن پیدا کیا ایمان اور اطاعت کا منبع اور معدن ملائکہ کرام ہیں اور

کفروعصیان کا منبع شیاطین ہیں۔۔قلب انسانی کے ایک جانب اگر شیطان ہے تو دوسری جانب اس کے مقابل ایک فرشتہ موجود ہے شیطان اگر اس کو بہکاتا ہے تو فرشتہ اس کو ہدایت کی جانب بلاتا ہے اور اس کے لئے دعا واستغفار کرتا ہے لیکن شیاطین اور ملائکہ کرام کا یہ مقابلہ کسی قدر معرض ظہور میں بھی آئے۔۔چنانچہ اول ایسی ذات کو پیدا کیا کہ جس کی حقیقت اور اصل فطرت شیطانی اور صورت اس کی جسمانی اور انسانی ہے۔۔ اس کے بعد اس کے مقابلے کے لئے ایک ایسے نبی کو پیدا فرمایا کہ جس کی فطرت اور اصل حقیقت ملکی اور جبرئیلی ہے اور صورت اس کی بشری اور انسانی ہے اور ایسے نبی سوائے جناب مسیح بن مریم علیہما السلام کے کوئی نہیں نظر آتے پھر جس طرح دجال یہود یعنی بنی اسرائیل سے ہیں جس طرح دجال کو ایک جزیرے میں محبوس کر کے ایک طویل حیات عطا کی گئی اسی طرح اس کے مقابل جناب مسیح بن مریم کو آسمان پر زندہ اٹھالیا گیا اور قیامت تک آپ کو قتل دجال کے لئے زندہ رکھا گیا اور اسی وجہ سے احادیث میں دجال کے لئے یخرج اور یظھر کا لفظ آیا ہے (یعنی نکلے گا اور ظاہر ہوگا) جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دجال موجود ہے مگر ابھی ظاہر نہیں ہوا جیسا کہ جناب مسیح کے متعلق ینزل من السماء کا لفظ آیا ہے (یعنی آسمان سے نازل ہونگے جناب مسیح بن مریم اور مسیح دجال کے لئے یولد (یعنی پیدا کیا جائے گا) کا لفظ کسی جگہ نہیں آیا۔دجال چونکہ دعوی الوہیت کرے گا اس لئے جناب مسیح بن مریم کی زبان مبارک سے پہلا کلمہ جو کہلایا گیا وہ یہ تھا انی عبد الله بلا شبہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور چونکہ دجال سے بطور استدراج چندروز کے لئے احیاء موتی ظہور میں آئے گا اس لئے اس کے مقابل جناب مسیح بن مریم کو احیاء موتی کا اعجاز دیا گیا۔

شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ دجال جس وقت ظاہر ہوگا تو کہل یعنی اڈھیر عمر ہوگا اسی طرح جب حضرت مسیح آسمان سے نازل ہونگے تو کہل ہونگے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿و کھلا من الصلحین﴾ اور وہ (یعنی حضرت مسیح) کہل ہونگے اور صلحاء میں ہونگے۔۔غرض یہ کہ جناب مسیح بن مریم اور دجال کے اوصاف اور احوال میں اس درجہ مقابلہ کی رعایت کی گئی کہ لقب تک میں تقابل کو نظر نہ کیا گیا جس طرح عیسی علیہ السلام کا لقب مسیح ہدایت رکھا گیا دجال کا لقب مسیح ضلالت رکھا گیا اور چونکہ حضرت مسیح ملک شام میں جامع دمشق کے مشرقی منار پر نازل ہونگے اور باب لد کے قریب اس کو قتل کریں گے اور دجال چونکہ ظاہر ہوکر شدید فساد برپا کرے گا جیسا کہ حدیث نواس بن سمعان میں ہے فعاث یمینا و شمالا وہ ہر جگہ فساد پھیلائے گا اس لئے جناب مسیح بن مریم حکم وعدل ہوکر نازل ہونگے اور چونکہ دجال کے ساتھ زمین کے خزائن ہونگے اس لئے اس کے مقابل جناب مسیح بن مریم اتنا مال تقسیم فرمائیں گے کہ کوئی اس کا قبول کرنے والا نہ ہوگا اور چونکہ بغض وعداوت یہود کا خاص شعار ہے اس لئے اس کو یک لخت مٹادیں گے (اور اس کی جگہ اخوت محبت ومودت پیدا کی جائے گی)۔۔۔اور چونکہ دجال یہود سے ہوگا اس لئے حضرت مسیح بن مریم فقط دجال کو قتل فرمائیں گے اور باقی دجال کے معاون اور مددگار کافر ہونگے اس لئے ان کا مقابلہ اس وقت کے مسلمان امام مہدی کے ماتحت کریں گے (لطائف الحکم ص ۱۱)

نیز یہود کے قتل میں یہ حکمت ہے کہ جناب مسیح بن مریم کے کچھ خاص مجرم ہیں (۱) اول یہ کہ وہ جناب مسیح علیہ السلام پر ایمان نہ لائے (۲) دوم یہ کہ آپ کی والدہ ماجدہ پر طرح طرح کے افتراء باندھے (۳) سوم یہ کہ آپ کی قتل میں پوری کوشش اور تدبیر سے کام لیا مگر حق تعالی نے آپ کو بالکل صحیح وسالم آسمان پر اٹھالیا۔(۴) چہارم یہ کہ آپ کے بعد جس نبی یعنی خاتم الانبیاء کی آپ نے بشارت دی تھی اس پر ایمان نہ لائے اور انکے قتل میں بھی پوری کوشش کی مگر سب ناکام رہے (۵) پنجم یہ کہ مسیح دجال کو خاتم الانبیاء کے بعد نبی مان بیٹھے حالانکہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا

اس لئے مناسب ہوا کہ اب یہود کا استیصال کیا جائے اس لئے کہ اب کفر اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے خاتم الانبیاء کے بعد جو نبوت کا دعوی کرے اور جو اس مدعی کا اتباع کرے وہ شرعا ہرگز ہرگز زندہ نہیں رکھے جاسکتے پھر یہ کہ دجال اپنے کو مسیح کہہ کر خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کا دعوی کرے گا اور لوگ دھوکہ سے اس کو مسیح ضلالت سے مسیح ہدایت یعنی مسیح بن مریم سمجھ کر ایمان لائیں گے اور غلطی میں مبتلا ہونگے اس لئے حضرت مسیح بن مریم کو اس ناقابل تحمل غلطی کے ازالہ کے لئے نازل کرنا ضروری ہوا اس لئے آپ اس کے قتل پر مامور ہوئے تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ کون مسیح ہدایت ہے اور کون مسیح ضلالت؟ (لطائف الحکم ص ۱۷)

☆.....حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ (۱۴۰۳ھ) ارشاد فرماتے ہیں

اصل دجال کا مقابلہ ہی نبوت سے ہے اب ایک صورت یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ سے مقابلہ ہوتو وہ آپ کو شکست دینی چاہے تب وہ قتل ہو عام ولایت اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ایک صورت یہ تھی حضور ﷺ کے زمانے میں دجال کو ظاہر کردیا جاتا آپ اسے قتل کردیتے تو وہ قتل تو ہوجاتا لیکن وہ اگر اس زمانہ میں ظاہر ہوکر قتل ہوجاتا تو اسکے دجل وفریب کے مقامات نہ کھلتے کہ اس سے تقابل ہوکر ایمان کی قوتیں ظاہر ہوتیں بلکہ وہ یک دم سامنے آتا اور ختم ہوگیا ہوتا اور مقصد یہ تھا کہ دجال ظاہر ہو اور اس کے سبب باطل کی استعدادیں پیدا ہوں اس باطل سے پھر حق کی قوتیں ٹکرائیں اور حق کی قوت نمایاں اور واضح ہو اگر اس وقت ظاہر ہوتا تو یہ تقابل ختم ہوجاتا پس وہ ہاتھ کے ہاتھ قتل ہوجاتا اس لئے اس کا ظہور آخر دور میں رکھا گیا تاکہ اس کے قلب کے اثرات سے امت میں باطل بھی ظاہر ہوتا رہے اور اسلام اس کا مقابلہ بھی کرتا رہے۔

اب دوسری صورت یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ کو اس وقت تک باقی رکھا جاتا کہ وہ ظاہر ہو اور آپ اسے قتل کردیں یہ آپ ﷺ کی شان سے فروتر بات ہے کہ محض قتل دجال کے لئے آپ ﷺ کو اس عالم میں باقی رکھا جاتا نیز یہ اگر آپ ﷺ کو باقی رکھا جاتا تو دجل اور فساد کے مراتب سامنے نہیں

آ سکتے تھے نبوت کی قوتیں اتنی پھیلی ہوئی ہوتیں کہ دجل کا ضعف حق کے مقابلے میں واضح ہو جاتا۔

اب کئی چیزیں پیدا ہو گئیں دجال کا قتل بغیر نبوت کی طاقت کے نہیں ہو سکتا اور خاتم الانبیا ﷺ کا باقی رکھا جانا بھی مصلحت کے خلاف تھا کہ محض اس کے قتل کے لئے باقی رہیں اب اس کے جمع کرنے کی صوت حق تعالی نے یہ فرمائی کہ حضرت مسیح کو دجال کا قاتل قرار دیا ان میں اور نبی کریم ﷺ میں متعدد مناسبتیں اور مشابہتیں ہیں جو اور انبیاء علیہ السلام میں نہیں ہیں۔۔۔۔ جب اتنی مناسبتیں ہیں اور وصف خاتمیت میں بھی مناسبت ہے تو قتل دجال کے لئے زیادہ مستحق حضرت عیسی علیہ السلام تھے جب کہ وہ منزلہ بیٹے کے بھی ہوئے تو باپ کے دین اور مشن پر جب آفت آئے تو بیٹا ہی زیادہ احق ہوتا ہے کہ باپ کی طرف سے حمایت کرے یہ دجال گویا دین محمدی کے اوپر آفت لائے گا حضرت عیسی زیادہ مستحق تھے کہ دین کی حمایت کے لئے بطور مجدد کے آگے بڑھیں اور اسے قتل کریں اور دین محمدی کو دنیا کے اندر برپا کردیں چنانچہ آپ دجال کو قتل کریں گے۔

اور اس کے ساتھ میں ایک فائدہ اور مصلحت یہ بھی حاصل ہوئی کہ یہ جو آپ نے فرمایا ﴿لو كان موسى حيالما وسعه الا اتباعي﴾ اگر آج کے دور میں موسی علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو میری اتباع کئے بغیر چارہ نہیں تھا جب میرے ہی دین میں داخل ہو کر رہنا پڑتا تو حق تعالی نے اس کو عملی طور پر نمایاں کردیا کہ جس قوم کی ابتداء موسی علیہ السلام سے ہوئی ہے اس کا نچوڑ حضرت عیسی علیہ السلام ہیں ان کو امتی بنا کرلایا گیا تاکہ کل اسرائیلی پیغمبر امتی شمار کئے جائیں خاتم سے جو چیز سرزد ہوتی ہے وہ پورے دائرے میں شمار کی جاتی ہے تو یہ بھی اس سے نمایاں ہو گیا غرض خاتم الدجالین کا ظہور خاتم الانبیا ﷺ ہی کے دور میں ہونا چاہئے تھا دیگر انبیاء علیہ السلام کے دور میں نہیں اس کا حقیقی تقابل آپ سے ہے ولایت کی روحانیت اس کے مقابلے کے لئے کافی نہیں ہے نبوت کی روحانیت ضروری تھی اور اس میں بھی ختم نبوت کی کچھ نہ کچھ شان موجود ہو تا کہ وہ خاتم الانبیاء کی طرف سے اسے قتل کرنے والا بنے اس واسطے حضرت عیسی علیہ السلام کا رفع کیا گیا اور اس لئے بھی رفع کیا گیا کہ یہود نے انتہائی تذلیل کا ارادہ کیا تھا تو اللہ تعالی نے انتہائی اعزاز بخشا (اور بتایا کہ) تم ان کو زمین میں بھی نہیں رکھنا چاہتے ہم ان کو آسمانوں میں محفوظ رکھیں گے تم ان کی موت چاہتے ہو ہم زندگی کے ساتھ آسمانوں میں انہیں باقی رکھیں گے

اب آگے روایتی مسئلہ ہے تو احادیث ان مضامین سے بھری پڑی ہے یہ چیزیں لطائف اور اسرار کے درجے میں ہیں کہ اگر کوئی یوں پوچھے کہ مصلحت آخر کیا تھی تو یہ مصالح تھیں لیکن معاملے کی بناء مصالح کے اوپر نہیں ہے۔ بناتو روایت پر ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اگر ایک بھی مصلحت ہمیں معلوم نہ ہو حکم اپنی جگہ برحق ہے (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۱۳_۲۲۰)

علماء دین اور حکماء اسلام کے ان بیانات سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اترنا برحق ہے اور یہ اسلامی عقیدہ ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے رہی اس کی حکمتیں اور اس کے اسرار تو اس پر اکابرین کے بیانات ہم نقل کر چکے ہیں۔

والله تعالى اعلم بالصواب و اليه المرجع والماب وعلمه اتم واحكم فى كل باب

☆.....حضرت عیسی علیہ السلام کے اہل وعیال

نکاح کرنا انبیاء کرام کی سنت اور ان کا طریقہ رہا ہے سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام اپنے پہلے دور میں شادی نہ کر پائے تھے تاہم اس میں شک نہیں کہ آپ اپنی آمد ثانی پر نکاح فرمائیں گے اور آپ کے ہاں اولاد بھی ہوگی حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمكث خمسا واربعین سنه۔۔۔۔الحدیث (مشکوۃ ص ۴۸۰)

(ترجمہ) حضرت عیسی علیہ السلام زمین پر اتریں گے پھر آپ کی شادی ہوگی آپ کی اولاد بھی ہوگی اور یہاں ۴۵ سال ٹھہریں گے۔

حضرت علامہ محمد طاہر پٹنی لکھتے ہیں

وكان لم يتزوج قبل رفعه الى السماء فزاد بعد الهبوط فى الحلال (تکملہ مجمع البحار ص ۸۵)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شادی حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کی خاتون سے ہوگی

مرحبا بقوم شعيب واصهار موسى ولا تقوم الساعه حتى يتزوج فيكم المسيح ويولد له (التصريح ص ۱۹۲ للعلامة الكشميريؒ)

مرزا غلام احمد قادیانی مانتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی شادی ہوگی اور آپ کی اولاد بھی ہوگی اس نے لکھا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد له یعنی مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ ر۔خ۔ج ۱۱ ص ۳۳۷)

☆..... آپ کی وفات اور آپ کا مزار

حضرت عیسی علیہ السلام کی آمد کے جو مقاصد قرآن اور احادیث پاک میں بیان فرمائے گئے ہیں آپ اپنے تمام مقاصد کو بحسن وخوبی سرانجام دیں گے اور پوری دنیا دیکھے گی اور اعتراف کرے گی کہ آپ اپنے مقاصد بعثت میں پوری طرح کامیاب ہوئے ہیں آپ چالیس پینتالیس سال زمین پر رہیں گے بعد ازاں کل نفس ذائقة الموت کی منزل سے آپ کو بھی گزرنا پڑے گا اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریفہ میں روضہ مطہرہ کے بالکل قریب دفن کئے جائیں گے حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بھائی حضرت عیسی زمین پر اتریں گے آپ کی شادی ہوگی آپ صاحب اولاد ہونگے

ثم يموت فيدفن معي في قبري فا قوم و عيسى ابن مريم في قبر واحد بين ابي بكر و عمر رواه ابن الجوزي في كتاب الوفاء (مشکوۃ المصابیح ص۴۸۰)

پھر آپ کا انتقال ہوگا اور آپ کو میرے پاس دفن کیا جائے گا پس میں اور حضرت عیسی علیہ السلام قیامت کے دن ایک جگہ سے اٹھیں گے اور ہمارے دائیں بائیں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہوں گے۔

سابقہ آسمانی کتابوں کے عالم مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ تورات میں بھی آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسی علیہ وسلم کے مدفن کے ایک جگہ ہونے کا ذکر ہے

مكتوب في التوراة صفة محمد و عيسى بن مريم يدفن معه

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲۔ مشکوۃ ص ۵۱۵)

حضرت امام ابوبکر آجری (۳۶۰ھ) ایک بحث میں لکھتے ہیں

ثم يموت عيسى عليه السلام ويصلي عليه المسلمون ويدفن مع النبي صلى الله عليه وسلم و مع ابي بكر و عمر رضي الله عنهما (الشریعہ ص۳۸۱)

حضرت علامہ محب الدین محمد بن محمود المعروف بابن النجار (۶۴۳ھ) اہل سیر کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں

وفي البيت موضع قبر في السهوة الشرقية قال سعيد بن المسيب فيه يدفن عيسى بن مريم (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۵۵۸ للسمهودی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر (حجرہ مطہرہ) میں ایک قبر کی جگہ مشرقی حصے میں موجود ہیں افضل التابعین حضرت امام سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت عیسی علیہ السلام دفن ہوں گے

حضرت امام ترمذی اور صاحب مشکوہ امام ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب مدینہ منورہ کے راوی حدیث اور عالم شیخ ابومودود کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارکہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔

قال ابومودود وقد بقي في البيت موضع قبر (جامع ترمذی ج۲ ص۲۰۲)

یہ صرف اکیلے شیخ مودود کا بیان نہیں جن لوگوں نے بھی حجرہ مبارکہ کی زیارت کی ہے وہ سب کے سب اس بات سے متفق ہیں محدث کبیر حضرت ملا علی قاری قدس سرہ (۱۰۱۴ھ) حضرت شیخ جزری کا بیان اس طرح نقل کرتے ہیں

قال الشيخ الجزري و كذا اخبرنا غير واحد ممن دخل الحجرة و راى تجاه ظهر النبي ﷺ وبقي موضع قبر واحد الى جنب عمر وقد جاء ان عيسى بعد لبثه في الارض يحج ويعود فيموت فيدفن في الحجرة الشريفة اى جنب عمر۔ (جمع الوسائل ص ۵۶۳)

حضرت مولانا ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) شرح الفقہ الاکبر میں لکھتے ہیں

وانه يدفن بين النبي ﷺ والصديق وروى انه يدفن بعد الشخين فهنيئا للشيخين حيث اكتفا بالنبيين (شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶)

(ترجمہ) حضرت عیسی علیہ السلام آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق کے درمیان مدفن ہونگے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ شیخین کے بعد دفن ہوں گے پس شیخین کو مبارک کہ وہ دو انبیاء کے درمیان ہیں

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

حضرت عیسی علیہ السلام جب آسمان پر گئے ہیں جب تک تو نکاح نہیں ہوا تھا آئیں گے تو نکاح بھی ہوگا اولاد بھی ہوگی پھر وفات بھی ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن ہوں گے یہ تمثیلی طور پر ایسا ہے جیسے کسی کی اولاد کوئی عظیم کارنامہ کر کے باپ کے اوپر سے آفت کو ٹلائے اور فاتح بن کے آئے کہ میں نے آپ کے مشن کو بالکل محفوظ کر دیا ہے تو باپ شاباشی کے طور پر بغل میں لے لے کہ میرے قریب آجا آپ نے دجال کو قتل کیا دنیا میں دین کو پھیلایا فرمایا گیا کہ اب میرے پہلو میں آجا جو تمہارا حق ہے (خطبات ج ۷ ص ۲۲۲)

مرزا غلام احمد اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی قبر حجرہ شریفہ (مدینہ منورہ) میں ہوگی اس نے لکھا
یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل ہوگا (حقیقت الوحی ۳۲۶)
اس نے یہ بھی لکھا
ان المسیح الموعود یدفن فی قبری و انه یبعث معی یوم الدین (الاستفتاء حاشیہ۔روحانی خزائن ج۲۲ص۲۸۴)
اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی قبر مبارک مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے بالکل ساتھ ساتھ ہوگی اور آپ قیامت کے دن سرور عالم ﷺ کے ہمراہ اٹھیں گے

یہاں یہ بات لائق غور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام میرے ساتھ دفن کئے جائیں گے اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نہ فوت ہوئے ہیں اور نہ انہیں کہیں دفن کیا گیا ہے۔اگر حضرت عیسی علیہ السلام حضور کی تشریف آوری سے پہلے فوت ہو گئے ہوتے تو کیا کبھی آنحضرت ﷺ یہ فرماتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔یہ تو ہوسکتا تھا کہ حضور ﷺ فرماویں کہ چونکہ وہ فوت ہو چکے ہیں اسلئے میں ان کے ساتھ دفن کیا جاؤں گا لیکن آپ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا کہ وہ میرے ساتھ دفن کئے جائیں گے حضور ﷺ کے الفاظ یدفن معی بتاتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام ابھی موت کی منزل سے نہیں گزرے ہیں اور نہ انہیں کسی جگہ دفن کیا گیا ہے

حضرت عیسی علیہ السلام کے حجرہ مبارکہ میں دفن ہونے سے متعلق روایت کو مرزا غلام احمد قادیانی بھی درست مانتا ہے اب اس کا یہ کہنا کہ حضرت عیسی علیہ السلام فوت شدہ ہیں نہ صرف یہ کہ جھوٹ در جھوٹ ہے بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی قدر کو معاذ اللہ ایک لغو بات بتانا ہے۔۔فافھم وتدبر
محدث کبیر حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی قدس سرہ حضرت عیسی علیہ السلام کے مدفن کی روایات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

عجیب بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسی کے حق میں اولی الناس کا لفظ فرمایا تھا اس کا ظہور یوں ہوا کہ اول تو آپ کے اور ان کے درمیان کوئی اور نبی نہیں گذرا دونوں کے زمانے متصل متصل رہے پھر اسی مناسبت کی وجہ سے وہی آپ کی امت میں تشریف لاویں گے اور یوں بھی ہوا کہ دفن بھی آپ کے پاس ہی آکر ہوں گے زمانی اور مکانی موت کی یہ خصوصیات ان کے سوا کسی اور نبی کو میسر نہیں آئیں۔(ترجمان السنہ ج۴ص۵۹۳)

حضرت عیسی علیہ السلام کے انتقال کے بعد پھر آہستہ آہستہ دنیا میں شر و فساد پھیل جائے گا نیکی کی جگہ بدی اور خیر کی جگہ شر آئے گا یہاں تک کہ قیامت کا بگل بج جائے گا اور دنیا آخر کار اپنے انجام کو پہنچ جائے گی۔کل من علیها فان و یبقی وجه ربك ذو الجلال و الاکرام۔

و صلی الله تعالی علی خیر خلقه سیدنا و نبینا و مولانا
وحبیبنا و شفیعنا محمد و علی آله و اصحابه اجمعین

احادیث مسیح علیہ السلام

سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کے ارشادات

(۱) حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی خوشبو ان کی ناک میں آتی تو اپنی ناک بند کر لیا کرتے تھے اور یوں فرماتے تھے کہ یہ بھی دنیا ہی ہے (الفتح الربانی ص۱۸۲)
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اس ارشاد کو نقل فرما کر کہتے ہیں کہ اے قول وفعل سے زہد کا دعوی کرنے والو یہ تم پر حجت ہے کہ تم نے کپڑے تو زاہدوں کے سے پہن لئے اور تمہارے اندروں رغبت اور دنیا پر حسرت سے بھرے ہوئے ہیں جو
شخص اپنے زہد میں سچا ہوتا ہے وہ دنیا کے پیچھے تو نہیں پھرا کرتا (ایضا)
(۲) فرمایا..... نیک عمل وہی ہے جس پر تعریف کئے جانے کی محبت نہ ہو (العمل الصالح هو الذی لا یحب ان یحمد علیه) (ایضا ص۳۲۳)
یعنی کسی نیک عمل کرنے کے بعد اللہ کے ہاں شرف قبولیت پا جانے کی امید تو کرے لیکن یہ دیکھنا کہ لوگ بھی میرے اس عمل کی تعریف کریں اور اس پر واہ واہ کی آوازیں آئیں یہ ریا ہے نیک عمل وہی ہے جو صرف اللہ کے لئے کیا جائے اور اسی کی رضا پانے کے لئے وہ عمل وجود میں آئے
(۳) ایک مرتبہ حواریوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہم کو بڑا علم عطا فرمایئے آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرنا اور قضاء وقدر پر راضی رہنا اور اللہ کے واسطے محبت کرنا (ایضا ص۵۴۷)
دنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ اللہ کا ڈر ہمیشہ دل میں رہے یہ خوف اسے گناہوں سے بچائے رکھے گا اور پھر ادھر سے جو حالات آئیں گے یہ اس پر صبر وشکر کا مظاہرہ کرے گا اس کی دوستی اور دشمنی بھی اگر کسی سے ہوگی تو وہ بھی صرف خدا کے لئے ہوگی اس میں نفسانی اغراض کا کوئی دخل نہ رہے گا

(۴) ایک مرتبہ آپ نے اپنے حواریوں سے کہا کہ بھلا بتاؤ کہ اگر کوئی شخص سو رہا ہو اور ہوا کی وجہ سے اس کا پردہ کا بدن تھوڑا سا کھل گیا ہو تو کیا تم اسے چھپا دو گے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا مگر تم تو اس کا باقی بدن بھی ننگا کر رہے ہو وہ کہنے لگے سبحان اللہ یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے ارشاد فرمایا کہ کیا یہ واقعہ نہیں کہ ایک آدمی تمہارے پاس کسی کی برائی بیان کرتا ہے اور تم اس سے بھی بڑھ کر اس کی برائی کو ذکر کرتے ہو گویا تم نے اس کے باقی کپڑے کو بھی اس کے بدن سے ہٹا دیا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۲)

(۵) ایک مرتبہ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اے زمین کے نمک تم خراب نہ ہو جانا کیونکہ اور چیزیں خراب ہو جائیں تو نمک سے ان کی اصلاح ہو جاتی ہے لیکن اگر نمک ہی فاسد اور خراب ہو جائے تو وہ کسی سے درست نہیں ہوتا میرے ساتھیو کسی کو کچھ سکھاؤ تو اس پر کوئی اجرت اور معاوضہ نہ لو جیسا کہ میرا حال تمہارے سامنے ہے اور یہ بھی جان رکھو کہ تم میں دو خصلتیں جہالت کی ہیں بغیر شب بیداری کے صبح کو سونا اور بلا وجہ ہنسنا (ایضاص ۲۱۴)

(۶) آپ کا ارشاد ہے کہ جو کلام بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہے لغو ہے اور جو خاموشی فکر سے خالی ہے وہ غفلت ہے اور جو نگاہ عبرت سے خالی ہے فضول ولہو ہے (ایضاص ۲۳۵)

(۷) آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کوئی کلام کثرت سے نہ کرو کیونکہ اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور سخت دل اللہ تعالیٰ سے بعید ہوتا ہے لیکن تمہیں اس کا علم نہیں (ایضا۔ موطا امام مالک ص ۳۸۷)

(۸) ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں پر تعجب ہے کہ تم دنیا کے لئے محنت کرتے ہو حالانکہ تمہیں اس میں بلا محنت رزق ملتا ہے اور تم آخرت کے لئے محنت اور عمل نہیں کرتے حالانکہ وہاں پر تمہیں عمل کے بغیر رزق نہیں ملے گا (ایضاص ۲۶۶)

(۹) آپ کا ارشاد ہے کہ تم لوگوں کے عیوب اس طرح نہ دیکھا کرو کہ گویا تم ان کے آقا ہو بلکہ یوں دیکھو کہ تو خود بھی کسی کا غلام ہے (موطا امام مالک ص ۳۸۷)

انسان کی نظر جب دوسروں کے عیوب تلاش کرنے لگ جاتی ہے تو اس کے عیوب اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور پھر اسے اپنی اصلاح کا کبھی موقع نہیں ملتا اس کے برعکس جو لوگ ہمیشہ اپنے اندر کی خرابیوں اور عیوب پر نظر رکھتے ہیں انہیں دوسروں کے عیوب تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی ان کی توجہ ہمہ تن اپنی اصلاح کی طرف ہوتی ہے۔

(۱۰) آپ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے علم حاصل کیا اور اس پر عمل کیا اور اس کو سکھایا آسمان کی بادشاہی میں اسے عظیم لقب سے یاد کیا جاتا ہے (تنبیہ الغافلین ص ۴۵۵)

اس میں ان لوگوں کے لئے بشارت ہے جو علم پر عمل بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس علم سے نفع پہنچاتے ہیں

(۱۱) آپ کا ارشاد ہے کہ اس اندھے کو کیا فائدہ جو چراغ اٹھائے ہوئے ہو اور لوگ اس سے روشنی پاتے ہوں اور اس تاریک گھر کو کیا فائدہ جس کی چھت پر چراغ رکھا ہوا ہے اور تمہیں اس حکمت و دانائی کے کلام سے کیا نفع جس پر خود عمل نہیں کرتے (ایضاص ۴۵۶)

(۱۲) آپ کا ارشاد ہے کہ درخت تو بہت ہوتے ہیں مگر سبھی پھل دار نہیں ہوتے اور علماء بھی بہت ہوتے ہیں مگر سبھی صاحب رشد وہدایت نہیں ہوتے پھل بھی بہت ہوتے ہیں مگر سبھی اچھے نہیں ہوتے اور علوم بھی بہت ہیں مگر سب نافع نہیں ہوتے (ایضا۔ احیاء ج ۱ ص ۴۳)

جس طرح ہر درخت بار آور نہیں ہوتا اور ہر ہر پھل بہتر نہیں ہوتا اسی طرح ہر علم مفید نہیں ہوتا جس علم سے خدا کی معرفت حاصل نہ ہو وہ علم نہیں جہل ہے سو ان علماء سے اپنا تعلق قائم کرنا چاہئے جن کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور ان کی نظر دنیا پر نہیں آخرت پر ہو

(۱۳) ایک مرتبہ آپ نے بنی اسرائیل کی جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے بنی اسرائیل تم دنیا کو ذلیل سمجھو گے تو یہ ذلیل ہو کر تمہارے پاس آئے گی تم اسے بے وقعت بناؤ کہ تمہاری آخرت پر وقار بنے اور آخرت کو ذلیل نہ سمجھو کہ اس سے دنیا کی وقعت تمہارے دل میں آئے گی دنیا کوئی کرامت وفضیلت کی مستحق نہیں جو ہر روز کسی نہ کسی فتنہ اور خسارے کی طرف بلاتی ہے (پھر آپ نے ارشاد فرمایا) اگر تم میرے ساتھی اور ہم نشین ہو جاؤ تو دنیا کے ساتھ بغض وعداوت کو اپنی عادت بناڈالو ورنہ تم میرے ساتھی بننے کے اہل نہیں۔

(۱۴) آپ نے ان سے فرمایا...... اے بنی اسرائیل مساجد کو اپنے گھر اور قبروں کو اپنی منزل سمجھو اور مہمانوں کی طرح رہو کیا تم فضاء کے پرندے کو نہیں دیکھتے کہ وہ کھیتی باڑی نہیں کرتے اور آسمان والا خدا انہیں رزق پہنچاتا ہے۔ اے بنی اسرائیل جو کی روٹی اور سبزیاں کھایا کرو اور یقین جانو کہ تم اس کا بھی شکر ادا نہیں کر رہے تو اس سے بھی بڑھیا نعمتوں کا شکر کیسے ادا ہو گا (ایضاص ۴۶۹)

آپ کے اس ارشاد میں دنیا کی حقیقت اور اس کی بے ثباتی بڑے موثر پیرایہ میں بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسان کی حقیقی منزل آخرت ہے یہ دنیا نہیں یہاں ہر روز ایک فتنہ اور آزمائش ہے جب تک انسان دنیا کو ذلیل نہ جانے گا آخرت کی پہچان نہ ہو سکے گی جب دنیا کی خواری اس کے دل میں آ جائے گی آخرت کی لذتیں اور اس کی حقیقت اس کے دل میں اتر جائے گی

(۱۵) آپ کا ارشاد ہے کہ کل تک کے لیے کھانا بچا نہ رکھو جب کل آئے گی تو اس کا رزق بھی ساتھ ہی آئے گا ذرا چیونٹی کو دیکھو اور اس ذات کی طرف بھی جو اسے رزق پہنچاتی ہے اگر یہ خیال آئے کہ ان کے پیٹ تو چھوٹے ہیں تو پرندوں کی طرف نظر کرو اگر یہ خیال آئے کہ ان کے تو پر

ہیں تو پھر وحشی جانوروں کو دیکھو کہ کس قدر رحیم وشحیم ہیں (ایضاص ۴۸۷)
اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو اپنے پروردگار پر کامل بھروسہ رکھنا چاہئے ذخیرہ اندوزی اور بچا بچا کر رکھنے کی عادت بری بات ہے جس طرح خدا تعالی نے ان چھوٹے چھوٹے جانوروں اور اڑنے والے پرندوں کے رزق کا انتظام فرمایا ہے اس نے اشرف المخلوقات کے لئے اس سے بھی اعلی انتظام کیا ہے ﴿وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها و یعلم مستقرها و مستودعا﴾
(۱۶) ایک مرتبہ آپ نے اہل علم کی جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے علماء کی جماعت تم لوگ راستے سے ہٹ گئے ہو اور دنیا سے محبت کرنے لگے ہو جس طرح بادشاہوں نے علم وحکمت سے اعراض کیا اور اسے تمہارے پاس ہی چھوڑ دیا ہے تم بھی انکی بادشاہی اور دنیا کو ان کے پاس چھوڑ دو (ایضاص ۵۵۱)
اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو اہل علم سلاطین سے بہت زیادہ میل ملاپ رکھتے ہیں وہ آخر کار دنیا کے ہو کر رہ جاتے ہیں اور اپنے راستے سے ہٹ جاتے ہیں اہل علم کو سلاطین سے میل ملاپ رکھنے سے اجتناب کرنا چاہئے بزرگان دین نے سلاطین سے راہ و رسم بڑھانے سے ہمیشہ اجتناب کیا ہے اور اپنے متعلقین کو اس کی تاکیدیں کی ہیں کہ یہ مواقع فتنہ ہیں
(۱۷) آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہلاک ہونے والے پر تعجب نہیں کہ وہ کیسے ہلاک ہو گیا تعجب تو اس پر ہے جو نجات پا گیا کہ اس نے نجات کیسے حاصل کر لی (ایضاص ۶۴۲)
اس میں بتایا گیا ہے کہ اس دنیا میں انسان کی اخروی بربادی کے لیے چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں ان سے بچنا مشکل ہوتا ہے اس لئے اگر کوئی ان کے قابو میں آ گیا تو یہ اتنی تعجب خیز بات نہیں ہاں یہ بات بہت لائق تعجب ہے کہ ایک شخص ان حملوں سے کیسے محفوظ رہا اور اس نے طرح طرح کے فتنوں سے اپنے آپ کو بچالیا اور اپنے ایمان کی حفاظت کی اور جنت میں چلا گیا۔ یعنی ان خواہشات سے بچنا بڑے کمال کی بات ہے اور خوش نصیب ہے وہ بندہ جو خواہشات نفسانی کی مخالفت کر کے اللہ تعالی کو راضی کرے
(۱۸) آپ کا ارشاد ہے کہ لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تکلیف میں گھرے ہوئے اور دوسرے عافیت والے...... جو تکلیف میں گھرے ہوئے ہیں ان پر رحم کرو اور اللہ تعالی نے جو تمہیں عافیت بخشی ہے اس پر خدا کا شکر ادا کرو (موطا امام مالک ص ۳۸۷)
اس میں بتایا گیا ہے کہ تکلیف میں گھرے ہوئے شخص کی مدد کرنی چاہئے اور جہاں تک ہو سکے اس کے ساتھ رحم وکرم کا مظاہرہ کرے بلکہ اس عافیت پر خدا کا شکر کرے اور اس کا احسان مانے
(۱۹) آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ
جھانکنے سے بچتے رہو اسلئے کہ اس سے دل میں شہوت کا بیج ہوتا ہے اور فتنہ پیدا ہونے کے لئے بس اتنی بات بھی کافی ہے (ایاکم و النظرة فانها تزرع فی القلب شهوة وکفی بها فتنة (احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۱۳)
اس میں بتایا گیا ہے کہ آدمی اپنی نگاہ کو ہمیشہ قابو میں رکھے اس لئے کہ بدنظری کا مرض بہت خطرناک ہے بدنظری کا مرض اچھے اچھے لوگوں کو خدا سے دور کر دیتا ہے۔
(۲۰) حضرت عیسی علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ کو کس نے ادب سکھلایا فرمایا کہ کسی نے نہیں میں نے جاہل کی جہالت میں عیب دیکھا لہذا اس سے اجتناب کر لیا (احیاء العلوم ج ۳ ص ۴۷)
مطلب یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو اچھے برے کی تمیز عطا فرمائی ہے اس کو عقل کی دولت دی ہے فہم سے نوازا ہے لہذا بہت سے مواقع پر انسان اگر ذرا توجہ کرے تو اس کو ہی اپنا مودب اور معلم بنا سکتا ہے اور اس سے بہت کچھ سیکھتا ہے
(۲۱) یحیٰی بن سعید سے مروی ہے کہ
ایک مرتبہ حضرت عیسی علیہ السلام جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک خنزیر آ گیا آپ نے اس سے کہا جا سلامتی سے چلا جا لوگوں نے کہا کہ آپ خنزیر سے اس طرح کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں میری زبان کو بری بات چیت کی عادت نہ پڑ جائے (موطا امام مالک ص ۳۸۶)
اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کو اپنی زبان بہت ہی احتیاط کے ساتھ استعمال کرنی چاہیے اس کی کوشش ہو کہ سوائے خیر اور بھلائی کے کوئی بات زبان سے نہ نکلے اور ہر وہ بات کہنے سے بچے جو خدا کو ناپسند ہو اور جسے شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے
(۲۲) ایک مرتبہ حضرت عیسی علیہ السلام سفر پر جا رہے تھے اس وقت آپ نے فرمایا کہ میری سواری میرے پاؤں ہیں بال میرا لباس ہیں خوف خدا میرا شعار ہے زمین کی گھاس میرے لئے خوشبودار پودے ہیں جو کی روٹی میرا طعام ہے رات کے اندھیرے میرا سایہ ہیں جہاں مجھے رات کا ٹھکانہ دیدے وہی میرا مسکن ہے اور جس شخص پر موت آئی ہو اس کے لیے یہ بہت ہے (بحر الدموع ص ۹۲ ترجمہ)
(۲۲) حضرت عیسی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ
جو شخص علم سیکھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عورت خفیہ زنا کرے اور اس کو حمل رہ جاوے اور جب حمل ظاہر ہو تو رسوا

ہو اسی طرح جو شخص اپنے علم کے بموجب عمل نہیں کرتا اللہ تعالی قیامت کے دن مجمع میں اسے رسوا کرے گا (احیاء ج ا ص ۸۵)
اہل علم کو اس ارشاد پر خاص توجہ دینی چاہئے علم پر عمل نہ کرنا بڑی بلاء ہے اور اس کا انجام بھی بڑا ہولناک اور افسوسناک ہے ایسا شخص دنیا میں بھی بے آبرو ہوتا ہے اور آخرت میں بھی رسوائی اس کا مقدر بنے گی

(۲۳) حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
اللہ تعالی نے فرمایا کہ فرائض کے سبب سے بندہ مجھ سے نجات پا گیا اور نوافل سے میرے نزدیک ہو گیا (احیاء ج ا ص ۲۱۹)
آخرت کی نجات اللہ تعالی کے حکموں کی اطاعت اور اس کے پیغمبر کے اتباع پر منحصر ہے جو شخص ہدایت کی راہ چلا اور اس کے ذمہ جو احکام ضروری تھے اس نے وہ ادا کیئے تو اس کو نجات مل جائے گی (انشاء اللہ) البتہ قرب الہی کی دولت ان اعمال سے ملتی ہے جو بندہ پر گو ضروری نہیں مگر خدا کی محبت میں وہ نیکیوں میں سبقت کرتا رہتا ہے
اور نوافل کے ذریعہ اس کی محبت کی دولت پاتا رہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نوافل کی تاکید کی اور اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے (دیکھئے صحیح بخاری مشکوۃ ص ۱۹۷)

(۲۴) حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھ کر اس سے پوچھا کہ تو کیا کام کرتا ہے اس نے کہا خدا تعالی کی عبادت کرتا ہوں آپ نے فرمایا نفقہ کی کفالت کون کرتا ہے اس نے عرض کیا کہ میرا بھائی کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھ سے زیادہ عابد ہے (احیاء ج ۲ ص ۱۷)
عبادت صرف اس کا نام نہیں کہ آدمی صبح سے شام تک مسجد میں پڑا رہے اور ہاتھ میں تسبیح لئے بیٹھا رہے کسب معاش اور حلال روزی کے لئے دوڑ دھوپ بھی خدا تعالی کی اطاعت و عبادت ہی ہے اور کسب معاش سے آزاد شخص کے لئے تو عبادت کرنا کچھ مشکل نہیں لیکن ایک شخص کسب معاش کے ساتھ ساتھ خدا کی عبادت و اطاعت بھی کر رہا ہو تو ظاہر ہے کہ یہ کام مشکل ہے اس لئے اس کا اجر بھی زیادہ ہے

(۲۵) آپ فرماتے ہیں کہ اہل معصیت سے دشمنی کر کے خدا تعالی کی محبت پیدا کرو اور ان سے دور رہنے سے اللہ تعالی کی رضا کے طالب ہو لوگوں نے کہا حضرت پھر ہم کس کے پاس بیٹھیں آپ نے فرمایا کہ ان کے پاس بیٹھا کرو جن کے دیکھنے سے خدا یاد آ جاوے اور جن کی بات تمہارا علم بڑھاوے اور جن کا عمل تم کو آخرت کا شوق دلادے (احیاء العلوم ج ۲ ص ۲۰۰)
خدا تعالی سے محبت کا دعوی اسی صورت میں قابل تسلیم ہے جب اس کے دشمنوں سے بالکل قطع تعلق رکھے خدا کے دشمنوں سے قرب اور تعلق بڑھانے والا کبھی خدا کا قرب نہیں پا سکتا قیامت کے دن جن لوگوں کو عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی ان میں وہ بھی ہوں گے جو اللہ کیلئے دوسروں سے تعلق رکھیں گے اور اللہ ہی کے لیے دوسروں سے تعلق ختم کریں گے حدیث میں اہل اللہ انہیں کہا گیا ہے جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جاوے جس کی مجلس میں بیٹھ کر خدا کی محبت اور اس کی پہچان کا کوئی چراغ نہ جلے وہ خدا کے قرب کی دولت نہیں دلا سکتا اور نہ اس کے پاس کسی کو بیٹھنا چاہیے

(۲۶) حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنی دعا میں فرمایا کہ
اے میرے اللہ مجھ پر دشمن کو مت ہنسانا اور میرے سبب سے میرے دوست کو کوئی تکلیف نہ دے اور مت کر میری مصیبت میرے دین میں اور دنیا کو سب سے میرا سب سے بڑا مقصد نہ بنانا (احیاء ج ۴ ص ۲۰۵)
اس میں بتایا گیا ہے کہ اپنے دشمن کے شرور وفتن سے بچنے کے لئے خدا کی پناہ میں آنا چاہئے اور کوئی ایسا عمل نہ کرنا چاہئے جس سے خدا کی ناراضگی آئے اور اس کی پکڑ سے اس کے دشمن کو ہنسنے کا موقع مل جائے آپ نے دنیا کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ اسے میرا بالکل مقصد نہ بنانا بلکہ اسے بڑا مقصد بنانے سے پناہ مانگی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا فی نفسہ بری نہیں ہے یہ بری اسی وقت ہو جاتی ہے جب کوئی اس دنیا ہی کو اپنا مقصود حقیقی بنا لیتا ہے اور صرف اسی میں کھپ کر رہ جاتا ہے۔

(۲۷) حضرت عیسی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آج آپ کیسے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایسا ہوں کہ جس چیز کی توقع کرتا ہوں اس کی تقدیم پر قادر نہیں اور جس چیز سے ڈرتا ہوں اس کو ٹال نہیں سکتا اپنے عمل کے بدلہ میں گروی ہوں اور بہتری بالکل دوسرے کے ہاتھ ہے پس کوئی محتاج مجھ سے زیادہ حاجت مند نہیں (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۸۵)
اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو اپنی عاجزی ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہئے اس لئے کہ انسان کمزور اور محتاج ہے اور اس کی یہ حاجت مندی قدم قدم نظر آتی ہے جب تک انسان اپنے آپ کو حاجت مند اور عاجز سمجھے گا اتنا ہی وہ خیر پائے گا

(۲۸) ایک مرتبہ حضرت عیسی علیہ السلام کے سامنے شیطان آیا اور اس نے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہو آپ نے فرمایا کہ یہ کلمہ تو ٹھیک ہے مگر تیرے کہنے سے میں نہیں کہوں گا...... (احیاء ج ۳ ص ۳۲)
اس سے پتہ چلتا ہے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی چیز ظاہر میں اچھائی اور بھلائی کا پہلو لئے نظر آتی ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ بعض لوگ خیر کے روپ میں شر کے خواہاں ہوتے ہیں۔ محض اپنے مقصد کے لئے خیر کا دھار لیتے ہیں مقصد انکا شر پھیلانا ہوتا ہے کلمۃ حق ارید بہا الباطل میں اسی حقیقت کا بیان ہے امام غزالی فرماتے ہیں اس سے غرض آپ کی یہی تھی کہ مردود خیر کے اندر بھی کچھ دغا کرتا ہے

(۲۹) حضرت امام سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نصیحت کرنے کی درخواست کی آپ نے اس پر ارشاد فرمایا کہ

﴿انظر خبزك من اين هو﴾ اس پر نظر رکھو کہ تمہاری روٹی کہاں سے آتی ہے (سیر الصحابہ ج ۸ ص ۲۷۲)

آپ نے اس میں حلال کمائی کی جانب توجہ دلائی ہے اسلئے کہ حلال وحرام میں فرق نہ کرنے کے باعث نہ صرف یہ کہ آخرت کا نقصان ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی اسکے نقصانات ہوتے ہیں اور بڑے گہرے ہوتے ہیں حلال کے فوائد وثمرات اور حرام کے نقصانات اور اسکے اثرات آج کل عام مشاہدے میں آرہے ہیں۔۔

(۳۰) آپ کا ارشاد ہے کہ عبادت کے دس حصے ہیں نو حصہ تو سکوت میں ہیں اور ایک حصہ لوگوں سے جدا رہنے میں (احیاء ایضاج ۳ ص ۱۲۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو کثرت کلام سے بچنا چاہئے ہاں دینی گفتگو اس سے مستثنیٰ ہے ہوسکتا ہے کہ کثرت کلام کی وجہ سے زبان سے کوئی ایسی بات نکل جائے جو آدمی کے ایمان کو مجروح کردے اسی طرح بہت زیادہ اختلاط مع الانام سے بھی بزرگوں نے منع کیا ہے

(۳۱) ایک مرتبہ آپ اپنے حواریوں کے ساتھ جارہے تھے راستے میں مرا ہوا کتا دیکھا تو آپ کے حواریوں نے کہا کہ اس کتے سے بہت ہی بری بو آرہی ہے آپ نے فرمایا کہ اسکے دانتوں کی سفیدی کتنی تیز ہے (احیاء ج ۳ ص ۱۵۵)

اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے عیوب تلاش کرنے کی عادت ڈالنا بہت بری بات ہے آپ بتانا چاہتے تھے کہ مردار کتے کی غیبت سے بھی بچو اگر اسکے بارے میں کوئی بات کرنی ہے تو اسکی خوبیوں پر نظر کرو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے بارے میں اس قسم کی باتیں زیب نہیں دیتی قرآن کریم نے غیبت کرنے والوں کے بارے میں بتایا کہ وہ گویا اپنے مردار بھائی کا گوشت کھاتے ہیں۔

(۳۲) ایک مرتبہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ سب میں سخت کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ وہ غضب الٰہی ہے انہوں نے پوچھا کہ اسکے قریب قریب کیا ہے آپ نے فرمایا آدمی کا غصہ ہے پھر پوچھا غضب کس بات سے ظہور ونشوونما پاتا ہے۔ آپ نے فرمایا تکبر اور فخر اور عزت طبعی اور حمیت سے غصہ آتا ہے (احیاء ص ۱۸۹)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ غصہ کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب تکبر ہے جب کوئی شخص اپنے متعلق یہ خیال کرنے لگ جاتا کہ میں اس سے بڑا ہوں اور یہ مجھ سے کمتر تو پھر وہ اس پر اپنا رعب جتاتا ہے اسے ڈراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ وہ غصہ کرے کیونکہ وہ مالک الملک ہے بڑائی صرف اسی ایک ذات بے ہمتا کو زیبا ہے لیکن آدمی کو عاجزی اور انکساری سے رہنا چاہئے کہ یہی بندگی کا تقاضہ ہے۔

(۳۳) ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گذر قوم یہود پر ہوا تو انہوں نے آپ کو برا کہا آپ نے جواب میں انکو کلمہ خیر فرمایا لوگوں نے عرض کی حضرت وہ تو آپ کو برا کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہم میں سے ہر ایک وہی دیتا ہے جو اس کے پاس ہے (احیاء ج ۳ ص ۱۹۷)

عربی زبان کا مقولہ ہے الا ناء يترشح بما فيه برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے۔ چاہئے کہ ہم اپنے اندر کی دنیا سجائیں تاکہ زبان پر ایسی کوئی بات اور ایسا کوئی جملہ نہ آنے پائے جو برائی لئے ہوئے ہو

(۳۴) آپ کا ارشاد ہے کہ دنیا کو اپنا مالک مت بناؤ کہ وہ تم کو اپنا غلام بنالے گی اور اپنا خزانہ ایسے کے پاس جمع کرو جو تلف نہ کرے (ص ۲۴۴)

جن لوگوں نے دنیا کو اپنا آقا بنایا دنیا نے انکو ذلیل ورسوا کردیا اور انہیں ہر جگہ خواری ملی۔ دنیا سے فائدہ اٹھانا ممنوع نہیں۔ ممانعت صرف اس بات کی ہے کہ تم اسکے غلام مت بنو تاکہ وہ تمہیں برباد نہ کردے۔ رہی بات اپنے خزانہ کے حفاظت کی تو دنیا نے کس کا خزانہ محفوظ رکھا ہے۔ یہ ہر آنے والے کو جانے والے کا خزانہ دے دیتی ہے اسلئے اپنا خزانہ اسکے پاس جمع کرادینا چاہئے جہاں تلف ہونے کا کوئی خطرہ نہ ہو اور وہ آخرت ہے جہاں ہر ایک کا خزانہ محفوظ ہے اور خیانت کا کوئی خطرہ نہیں

(۳۵) ایک مرتبہ آپ نے اپنے حواریوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے حواریوں کی جماعت۔ میں نے تمہارے لئے دنیا کو اوندھے منھ کردیا ہے ایسا نہ ہو کہ میرے بعد تم اسکو اٹھا کر کھڑا کردو (ایضا)

یعنی میں نے تمہارے سامنے دنیا کی بے ثباتی اور اسکی بے وقعتی ہر طرح سے بیان کردی ہے اور ہر سمجھدار آدمی میرے ان نصائح سے سبق حاصل کرسکتا ہے ایسا نہ ہو کہ میرے بعد تم پھر سے دنیا کو قابل تکریم سمجھنے لگ جاؤ اور اسکی جانب لپکتے پھرو اور وہ تمہیں آخرت سے غافل کرکے ہلاک کردے

(۳۶) آپ کا ارشاد ہے کہ دنیا بعضوں کی خود طالب ہے اور بعضے اسکے طالب ہیں پس جو لوگ طالب آخرت ہیں انکی تو دنیا زندگی بھر طالب ہے اور جو طالب دنیا ہیں ان کو آخرت بلاتی رہتی ہے یہاں تک کہ موت آکر گردن پر سوار ہوجاتی ہے (ایضاص ۲۲۵)

جو لوگ دنیا کے طالب ہیں دنیا میں انہیں وہی ملتا ہے جو انکا نصیب ہے یہ لوگ دنیا کے پیچھے پیچھے بھاگتے ہیں مگر وہ کسی طرح ہاتھ نہیں آتی یہاں تک کہ موت سامنے آجاتی ہے ہاں جو دنیا سے صرف نظر کرتے ہوئے آخرت کے طالب ہوجاتے ہیں دنیا انکے قدموں میں آتی ہے۔ دنیا کے قریب رہنے والوں کو آخرت کی فکر کرنی چاہئے اس سے آخرت بن جائے گی اور دنیا خود بخود انکے قدموں میں آجائے گی۔

(۳۷) آپ کا ارشاد ہے کہ مومن کے دل میں دنیا وآخرت کی محبت جمع نہیں ہوتی جیسا ایک برتن میں آگ اور پانی نہیں رہ سکتے (ایضاص

دنیااورآخرت ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک کی محبت سے دوسری رخصت ہوجاتی
ہے اسلئے اپنے دل میں آخرت کی محبت لانی چاہئے اس سے دنیا کی عظمت خودبخو درخصت ہوجائے گی اور اگر کسی نے دل کو دنیا کی محبت کا مرکز بنادیا تو یہاں آخرت نہیں رہ سکتی اور جب اس دنیا سے رخصتی کا وقت آئے گا تو سوائے حسرت کے کچھ نہیں ملے گا۔ کہ نہ دنیا ملی اور نہ آخرت۔

(۳۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ کوئی مکان بنا لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کو پہلے ہی لوگوں کے کھنڈر کافی ہیں ۔(ایضا)

اس میں آپ نے دنیا کی بے ثباتی کونہایت مؤثر پیرایہ میں بیان کردیا ہے جن لوگوں نے پہلے بڑے بڑے محلات اور مکانات بنائے تھے آج وہ کھنڈرات بن چکے ہیں اور اسے دیکھ کر بھی عبرت حاصل نہ کی جائے تو سوائے افسوس کے اور کیا ہے؟

(۳۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے گروہ حوارییٖن ۔ دین کو پورا ثابت لو اور تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرو جیسے کہ دنیا کے لوگ دنیا پوری لیتے ہیں اور تھوڑے سے دین پر راضی ہوجاتے ہیں (ایضاص ۲۲۹)

افسوس کہ ہمارا عمل اسکے برعکس ہے ہم دنیا کو پورا پورا لینے کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں حالانکہ یہ نہ ہمارے ساتھ رہے گی اور نہ ہمارے ساتھ جائے گی اور جو چیز ہمارے ساتھ جانے والی ہے اس کی جانب ہماری توجہ نہ ہونے کے برابر ہے

(۴۰) آپ فرماتے ہیں کہ دنیا ایک پل ہے اس پر سے گذر جاؤ اور عمارت نہ بناؤ (ایضاص ۲۴۳)

یعنی اس دنیا سے بے شک فائدہ اٹھاؤ اور حدود شریعت میں رہتے ہوئے اس سے نفع حاصل کرو لیکن اس سے جی نہ لگاؤ کہ یہ ہمیشہ تمہارے پاس رہنے والی نہیں ہے ایک دن اسے چھوڑ کر چلے جانا تم چھوڑنا بھی نہ چاہو پھر بھی یہ تمہیں چھوڑ کر چلی جائے گی اور اس وقت سوائے حسرت کے اور کچھ تمہارے پاس نہ ہوگا یہ مقام عبرت ہے جائے تماشا نہیں ہے

(۴۱) آپ فرماتے ہیں کہ میں سچ کہتا ہوں کہ جس طرح بیمار آدمی درد کی شدت میں کھانے کا مزہ نہیں پاتا اسی طرح جس کو دنیا کا روگ ہے وہ عبادت کی حلاوت نہیں اٹھاتا اور یہ بھی سچ کہتا ہوں کہ جس طرح گھوڑا سوار نہ ہونے اور پھیرے نہ جانے سے وہ بگڑ جاتا ہے اور کام نہیں دیتا اسی طرح اگر دل بھی ذکر موت اور مشقت عبادت سے نرم نہ کیا جائے تو سخت اور بیکار ہوجاتا ہے اور یہ بات بھی درست ہے کہ مشک جب تک پھٹتی اور سوکھتی نہیں اس میں شہد بھرا کرتے ہیں اسی طرح جب دل شہوت سے نہیں پھٹتے اور طمع سے پاک اور لذت سے سخت نہیں ہوتے تب تک ان میں حکمت نہیں آسکتی ہے (ایضاص ۲۴۴)

(۴۲) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے علماء سو...... تم نماز روزہ صدقہ بجالاتے ہو اور جس کام کو لوگوں کو کہتے ہو خود نہیں کرتے لوگوں کو نصیحت کرتے ہو اور خود عمل نہیں کرتے یہ بڑی خراب بات ہے زبان سے تو بہ توبہ کرتے ہو اور ہوائے نفسانی پر عمل کرتے ہو بتاؤ اس سے کیا کام نکلے گا کہ بدن کو صاف کرلیا اور دل ناپاک رہا سچ کہتا ہوں کہ تم چھلنی کے موافق مت ہو کہ اچھا آٹا نیچے گر پڑے اور بھوسہ اندر رہ جائے یہی حال تمہارا ہے کہ منہ سے حکمت کی باتیں نکالتے ہو اور سینوں میں کدورت بھری ہے۔۔

(۴۳) ایک مرتبہ آپ نے فرمایا اے دنیا کے بندو بھلا وہ شخص کیسے آخرت کو پائے گا جس سے نہ دنیا کی شہوت منقطع ہو نہ اسکی رغبت۔ میں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے دل تمہارے اعمال سے روتے ہیں دنیا کو تم نے اپنی زبان میں رکھا ہے اور عمل کو پاؤں تلے دنیا کی بہتری سے آخرت کو بگاڑا تمہارے نزدیک دنیا کا سنورنا آخرت کے سنورنے سے محبوب ہے اگر تم تامل کرو تو تم سے زیادہ کوئی برا نہیں...... تمہارا برا ہو کب تک اندھیرے میں چلنے والوں کو راستہ بتاؤ گے اور خود حیرت والوں کے محلے میں کھڑے رہو گے گویا ارباب دنیا سے تمہاری غرض یہ ہے کہ وہ تمام دنیا تمہارے لئے چھوڑ دیں بس کرو بس کرو کیا تم نہیں جانتے کہ اگر چراغ چھت پر رکھ دیا جائے تو گھر کے اندھیرے کے لئے کیا فائدہ ہے؟ اسی طرح اگر نور تمہارے منہ میں ہو اور دل ویسے ہی اجڑے اور تاریک رہیں تو تم کو ایسے علوم سے کیا فائدہ۔ اے دنیا کے بندو تم متقی بندے نہیں ہو کیا عجب ہے کہ دنیا تم کو جڑ سے اکھاڑ دے اور منہ کے بل گرادے اور پھر نتھنوں کے بل اندھے ہوجاؤ اور تمہارے گناہ تمہارے ماتھے کے بال پکڑیں اور پیچھے سے تم کو علم دھکا دے اور اسی حال سے تم کو ننگے سر اور ننگے پاؤں بادشاہ حقیقی کے سامنے لے جاویں اور وہ بے نیاز تم کو خطاؤں پر واقف کر کے تمہارے اعمال بد کی سزا دے (ایضاص ۳۸۱)

(۴۴) آپ فرماتے ہیں کہ خوشخبری ہو انہیں جو دنیا میں تواضع کرتے ہیں کہ وہ قیامت کے دن منبروں پر بیٹھیں گے اور خوشخبری ہو ان لوگوں کو جو دنیا میں صلح کراتے ہیں کہ قیامت کے دن وہ جنت الفردوس میں ہونگے اور خوشخبری ہو انہیں جو دنیا میں اپنے دلوں کو پاک کرتے ہیں کہ وہ قیامت میں ان کے ساتھ ہونگے جنہیں دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔ (احیاء ج ۳ ص ۲۹۸)

(۴۵) آپ فرماتے ہیں کہ کھیتی نرم زمین میں پیدا ہوتی ہے پتھر پر نہیں ہوتی اسی طرح حکمت تواضع کرنے والے کے دل پر اثر کرتی ہے متکبر کے دل میں اثر نہیں کرتی دیکھو اگر آدمی اپنا سر نہایت اونچا کرے اور چھت تک پہنچ جاوے تو اسی کا سر ٹوٹے گا اور جو جھکا رہے گا تو چھت سے آرام اور سایہ دونوں پاوے گا (ایضاص ۴۰۴)

حکمت ودانائی یہ عطائے الٰہی ہے جس کو یہ دولت ملتی ہے اسکو بھلائیوں کا خزانہ مل جاتا ہے ہاں وہ لوگ اس عظیم دولت سے محروم کردیئے جاتے ہیں جو کمزور مخلوق ہونے کے باوجود خدائی کے مدعی ہوتے ہیں۔

(۴۶) آپ فرماتے ہیں کہ اچھا ہونا کپڑوں کا دل کے اترانے کا سامان ہے (ایضاص ۴۱۷)

یہ وہ کپڑے ہیں جنہیں پہن کر دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس پر فخر وغرور کیا جاتا ہے۔ اچھے کپڑے منع نہیں لیکن اچھے لباس پہن کر اگر کوئی اپنے آپ میں نہ رہے تو یہ کپڑے اسکی تباہی کا باعث بنیں گے۔

(۴۷) آپ فرماتے ہیں کہ برا عالم ایسا ہے جیسے بہتے پانی کے منہ پر پتھر نہ خود پانی جذب کرے نہ بہنے دے کہ اور کھیتوں کو نفع ہو (ایضاص ۴۶۴)

اس میں علماء سو کا چہرہ دکھایا گیا ہے کہ یہ لوگ خدا کی مخلوق کے کسی کام نہیں آتے انکی نظر صرف دنیا پر ہوتی ہے انہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ کوئی صراط مستقیم پر ہے یا اس نے اپنی راہ اور لے لی ہے یہ لوگ رہبر تو کہاں ہوتے ہمیشہ رہزن کا کردار ادا کرتے ہیں۔ خود بھی ڈوبتے ہیں اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔

(۴۸) ایک مرتبہ آپ کہیں سفر پر جارہے تھے اور فرمارہے تھے کہ میری سواری میرے پاؤں ہیں بال میرا لباس ہے خوف خدا میرا شعار ہے زمین کی گھاس میرے لئے خوشبودار پودے ہیں جو کی روٹی میرا طعام ہے رات کے اندھیرے میرے سائے ہیں جہاں مجھے رات ٹھکانہ دیدے وہی میرا مسکن ہے اور جس شخص پر موت آنی ہو اسکے لئے یہ بہت ہے (بحر الدموع لابن الجوزی ص ۹۲ اردو ترجمہ)

(۴۹) آپ ایک مرتبہ اپنے حواریوں کے پاس آئے تو دیکھا کہ انکے چہرے پر غبار کے اثرات ہیں لیکن چہرے انکے منور ہیں آپ نے انہیں کہا کہ اے آخرت کے بیٹو۔ ناز ونعمت میں رہنے والے تمہاری نعمت کے بچے ہوئے آسودہ حال ہیں۔ (بحر الدموع ص ۱۰۹)

(۵۰) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ پر وحی بھیجی کہ جب میں کوئی نعمت تمہیں دوں تو اسے انکسار کے ساتھ قبول کرو میں اس نعمت کو تم پر پورا کروں گا (احیاء ج ۳ ص ۳۹۹)

(۵۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ علماء سو کی مثال اس سخت پتھر کی سی ہے جو نہر کے کنارے واقع ہے کہ نہ خود پانی پئے اور نہ پانی کو کھیتی تک آنے دے اسی طرح علماء دنیا آخرت کے راستوں میں بیٹھے ہیں نہ خود آگے بڑھتے ہیں اور نہ لوگوں کو اللہ کی طرف آنے دیتے ہیں اور فرمایا کہ علماء سو کی مثال گندی کے سبزہ جیسی ہے کہ اسکا ظاہر خوبصورت اور باطن بدبودار ہے اور پختہ قبروں جیسی ہے کہ اسکا ظاہر تعمیر شدہ اور اسکے باطن میں مردہ کی ہڈیاں ہیں (قوت القلوب حصہ دوم ص ۳۳۲)

آپ فرماتے ہیں کہ اے علماء سو تمہارے لئے ہلاکت و بربادی ہے تمہاری مثال بیت الخلاء کا بالائی حصہ ہے کہ اسکے ظاہر میں چونہ لگا ہوا ہے اور باطن میں بدبو ہے (ایضاص ۵۸۸)

(۵۲) آپ کا ارشاد ہے کہ

نا اہل کے پاس حکمت نہ رکھو ورنہ تم اس حکمت پر ظلم کرو گے اور اہل آدمی سے اسے نہ روکو ورنہ تم ان پر ظلم کرو گے ایک نرم مجاز طبیب کی طرح ہو جاؤ جو مرض کی جگہ پر ہی دوا رکھتا ہے دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں جس نے نا اہل کے سامنے حکمت بیان کی اس نے جہالت کی اور جس نے اہل سے اسے روکا اسنے ظلم کیا حکمت کے لئے ایک حق ہے اور اسکا ایک اہل ہے اور اسکے اہل کا بھی حق ہے اسلئے ہر حق دار کو اسکا حق ادا کرو۔ آپ نے فرمایا خنازیر کی گردنوں میں جواہرات نہ لٹکاؤ اور حکمت جواہرات سے بھی بہتر ہے جس نے اس کو ناپسند کیا وہ خنزیر سے بھی گیا گزرا ہے (ایضاص ۳۶۵)

(۵۳) آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے اور عمدہ کپڑے دل کی اتراہٹ یعنی اسکا عجب اور کبر ہے اور شکم سیری نفس کی قوت اور اس کا اجتماع ہے حق کی قسم میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ جس طرح مریض عمدہ کھانے میں لذت نہیں پاتا اسی طرح عبادت کی حلاوت وہ شخص نہیں پاتا جس میں دنیا کی محبت ہو (ایضاص ۲۰۶)

(۵۴) آپ نے فرمایا...... اہل دنیا کے اموال کی طرف نہ دیکھو کہ ان کے مالوں کی چمک سے تمہارے ایمان کا نور زائل ہو جائے گا (ایضاص ۲۰۶)

آپ دنیا سے فرمایا کرتے تھے کہ اے بدبخت تو مجھ سے دور رہ (ایضاص ۵۶۴)

(۵۵) آپ سے مروی ہے کہ میں مسکنت کو پسند کرتا ہوں اور غنی کے لئے مال کو ناپسند کرتا ہوں بلاشبہ مال میں بہت سی بیماریاں ہیں کسی نے آپ سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی اگر چہ اسے جائز طریقوں سے حاصل کیا جائے فرمایا کہ اسکا کمانا اسے اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے (ایضاص ۲۰۹)

آپ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نام جس کے ذریعہ آپ کو بلایا جائے وہ یہ تھا کہ انہیں یا مسکین کہا جائے اور فرماتے ہیں کہ غناء کی یہ خرابی ہے کہ بندہ غنی بننے کے لئے نافرمانی کرتا ہے فقیر بننے کے لئے نافرمانی نہیں کرتا (ایضاص ۲۱۱)

(۵۶) ایک مرتبہ آپ ایک ایسے شخص کے پاس گذرے جو اپنی چادر میں لپٹا سو رہا تھا آپ نے اسے اٹھایا اور فرمایا کہ اے سونے والے اٹھ جا

اور اللہ کا ذکر۔ اس نے عرض کیا کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں میں نے تو دنیا کو اہل دنیا کے لئے چھوڑ دیا ہے آپ نے فرمایا کہ پھر تو اے میرے محبوب سو جاؤ (ایضاً ص ۲۱۱)

(۵۷) ایک مرتبہ آپ نے اپنے سر کے نیچے پتھر رکھا تو جیسے ہی آپ کا سر زمین سے اونچا ہوا تو آپ کو آرام محسوس ہوا تو ابلیس نے ان سے کہا کہ اے ابن مریم کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تم نے دنیا میں زہد اختیار کر لیا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں اس نے کہا کہ پھر یہ جو تم نے اپنے سر کے نیچے تکیہ بنایا ہوا ہے یہ کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ آپ نے وہ پتھر پھینک دیا اور فرمایا کہ جو کچھ میں نے چھوڑا ہے اسکے ساتھ یہ بھی تیرے لئے ہے (ایضاً ص ۲۱۵)

(۵۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ چار چیزیں عجب کے ساتھ آتیں ہیں خاموشی جو کہ عبادت کی ابتداء ہے۔ تواضع۔ کثرت ذکر......اور تقلیل شئی۔ (ایضاً ص ۲۱۷)

(۵۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشرکوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ لوگ روزی تو اللہ کی کھاتے ہیں اور مخلوق کو اس میں اس کا شریک بناتے ہیں (ایضاً ج ۲ ص ۴۸۹)

(۶۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو عالم اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ یقیناً ولی اللہ ہے۔ (اخلاق سلف ترجمہ تنبیہ المغترین ص ۱۹ للشعرانی)

(۶۱) آپ کا ارشاد ہے کہ نبی یا نیک مرد کو اسکے شہر والوں کے سوا اور کوئی گالی نہیں دیتا کیونکہ یہ ان کی خیر خواہی کرتے ہیں اور وہ ان کو برا جانتے ہیں (اخلاق سلف ص ۵۹)

(۶۲) ایک مرتبہ آپکا گزر قبرستان کے پاس سے ہوا تو کسی غیبی آواز کو یہ کہتے ہوئے سنا۔۔

کتنے تندرست بدن خوبصورت شکل اور فصیح اللسان ہیں جو اس کے اندر (یعنی قبروں میں) چار رہے ہیں (ایضاً ص ۵۸)

(۶۳) آپ کا ارشاد ہے کہ

جب تک سونا اور مٹی یکساں نہ ہو وہ صالح نہیں ہو سکتے (ایضاً ص ۹۱)

(۶۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب قیامت کا ذکر آتا تو گمشدہ بچے والی ماں کی طرح چلا کر روتے اور فرماتے ابن مریم کو قیامت کے ذکر پر خاموش بیٹھنا مناسب نہیں۔ اے دوست اسے یاد رکھ (ایضاً ص ۱۰۳)

(۶۵) آپ اپنے حواریوں سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے (ایضاً ص ۱۴۴)

(۶۶) آپ کا ارشاد ہے کہ تمام جنت کا مرجع دو شے ہے لذت......اور آرام...... جو ان دونوں کو دنیا میں ترک کرے گا وہی جنت میں جائے گا (ایضاً ص ۱۴۰)

(۶۷) آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تم عالم ہو تو اپنے کو چھلنیاں نہ بنالو کہ بھوسی رکھ لیتی ہے اور آٹا گرا دیتی ہے (ایضاً ص ۱۲۹)

(۶۸) حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز استسقاء کے لئے گئے اور دعا کی لیکن بارش نہ ہوئی تو فرمانے لگے کہ تم میں سے جس نے کوئی گناہ کیا واپس چلا جائے تمام لوگ چلے گئے صرف ایک شخص رہ گیا آپ نے فرمایا کہ کیا تو گناہ گار نہیں ہے اس نے کہا ہوں میں نے ایک عورت کو بری نظر سے ایک دفعہ دیکھا جب وہ واپس چلی گئی تو (تو مجھے اپنی اس غلط حرکت پر تنبیہ ہوا) میں نے اپنی اس آنکھ میں انگلی ڈالی اور اسے نکال دیا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے دعا کے لئے کہا تو اس نے دعا کی اسی وقت آسمان پر ابر چھا گیا اور پانی برسنے لگا (ایضاً ص ۶۱)

(۶۹) مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک اندھے مبروص نہایت بیمار شخص کے پاس سے گزرے اس کا گوشت جذام سے جھڑا ہوا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے قریب ہوئے تو اس کو یہ کہتے سنا

الحمد لله الذی عافانی ممن ابتلاء به کثیرا من خلقه

یعنی شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے ان آفتوں سے عافیت دی ہے جس میں بہت سے لوگوں کو مبتلا کیا ہے

آپ نے پوچھا کہ وہ کونسی آفت ہے جس سے تجھے خدا نے بچا رکھا ہے وہ کہنے لگا اے حضور اس نے مجھ سے جہالت کو روک رکھا ہوا ہے اور مجھے عرفان کا خلعت دیا ہے آپ نے فرمایا بے شک تو نے سچ کہا لا اپنا ہاتھ بڑھا اس نے بڑھا دیا آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس کی بیماری بالکل جاتی رہی پس وہ خوبصورت جوان نظر آنے لگا آپ کی رفعت (یعنی رفع آسمانی) تک آپ کے ساتھ رہ کر عبادت الٰہی میں مصروف رہا (ایضاً ص ۱۵۵)

(۷۰) ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک قبرستان کے پاس سے ہوا تو وہاں سے ایک آدمی کے پکارنے کی آواز سنی جس کو اللہ نے زندہ کیا تھا ﴿فاحیاه الله تعالى﴾ آپ نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں مزدور تھا لوگوں کا بوجھ اٹھاتا تھا ایک دن ایک آدمی کی کچھ لکڑیاں اٹھائے جا رہا تھا اس میں سے ایک لکڑی توڑی تاکہ میں اس سے دانتوں کا خلال کروں چنانچہ آج اس کی وجہ سے پکڑا گیا

ہوں جس دن سے مجھے موت آئی ہے اسی دن سے میں
اس گناہ کے سبب پکڑا ہوا ہوں (رسالہ قشیریہ ص ۱۵۱)

(۷۱) آپ کے دور کا ایک واقعہ پڑھئے جسے امام فقیہ ابو اللیث نے نقل کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص اپنے بخل کی وجہ سے ملعون کے نام سے مشہور تھا ایک دن اسکے پاس ایک شخص آیا جو کسی نیک کام کا ارادہ رکھتا تھا۔ کہنے لگا کہ اے ملعون مجھے کچھ ہتھیار دیدے جو میرے کام آسکیں اور تیرے لئے دوزخ سے نجات کا باعث ہو سکے اس نے منہ پھیر لیا اور وہ شخص واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ اسے اپنے عمل پر ندامت ہوئی اور اسے آواز دے کر بلایا اور اپنی تلوار اسے دیدی۔ جب وہ تلوار لے کر جا رہا تھا کہ راستے میں اسکی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگئی انکے ساتھ ایک عابد بھی تھا جو سالہا سال سے عبادت میں مصروف رہا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ یہ تلوار کہاں سے لائے ہو وہ بولا کہ مجھے فلاں نے دی ہے جو ملعون کے نام سے مشہور ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب یہ سنا تو آپ کو خوشی ہوئی آپ کا گذر جب اس شخص پر ہوا تو اسکا جی چاہا کہ اٹھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس عابد کی زیارت کر لے جب یہ دیکھنے کے لئے آگے بڑھا تو اس عابد نے کہا کہ میں تو اس سے بھاگتا ہوں کہیں یہ اپنی آگ میں مجھے بھی نہ جلا دے اس وقت اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میرے بندے کو بتاؤ کہ اس گنہ گار کو اسکے صدقہ کی بدولت اور تمہاری محبت کی وجہ سے میں نے بخش دیا ہے اور اسے یہ بھی بتاؤ کہ وہ جنت میں تمہارا ساتھی ہوگا عابد نے جب یہ بات سنی تو کہنے لگا کہ مجھے تو اسکے ساتھ وہاں رہنا گوارا نہیں ہے نہ ایسا ساتھی مجھے پسند ہے اس پر خدا کا پیغام آیا کہ اسے کہو کہ تجھے میرا فیصلہ پسند نہ آیا اور میرے ایک بندہ کو تو نے حقیر جانا لہٰذا ہم نے تجھے ملعون بنا دیا اور تیرے جنت کے محلات ہم نے اسے دے دیئے یہ اب تیرے ٹھکانہ پر اور تو اسکے ٹھکانہ پر جائے گا (تنبیہ الغافلین ص ۳۳۹ مترجم)

اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے سبق ہے جو اپنے اعمال پر ناز کرتے ہیں اور اپنے آپ کو پاک صاف سمجھ کر دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اپنے آپ کو بہت زیادہ پاکیزہ نہ جانو یہ اللہ کو معلوم ہے کہ کون زیادہ پاک اور ستھرا ہے۔۔

یہ ہے دنیا

(۷۲) مروی ہے کہ ایک مرتبہ دنیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے بناؤ سنگھار کئے ہوئے بڑھیا کی شکل میں ظاہر ہوئی اس پر ہر طرح کی زینت تھی آپ نے پوچھا کہ تو نے کتنے نکاح کئے؟ کہنے لگی اس کا شمار نہیں ...... آپ نے پوچھا کیا سب تیرے سامنے مر گئے یا سب نے تجھے طلاق دے دی؟ اس نے کہا کہ سب کو میں نے ہی قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے بقیہ خاوندوں پر تف ہے کہ وہ ان مرے ہوئے لوگوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے کہ تو کس طرح سے انہیں ایک ایک کر کے قتل کرتی ہے پھر بھی وہ تجھ سے خوف نہیں کھاتے۔۔

(۷۳) ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے ہمراہ ہوا آپ ایک نہر کے کنارے پہنچے اور کھانے بیٹھے ان کے ساتھ تین روٹیاں تھیں دونوں نے ایک ایک روٹیاں کھائیں ایک باقی رہی پھر آپ نے نہر میں اتر کر پانی پیا جب لوٹ کر آئے تو وہ روٹی نہ پائی آپ نے اس سے پوچھا کہ روٹی کس نے لی ہے اس نے کہا مجھے معلوم نہیں آپ نے اسے کچھ نہیں کہا اور آگے چل پڑے۔ راستے میں ایک ہرنی ملی اس کے ساتھ دو بچے تھے آپ نے ان میں سے ایک کو ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا اور اسے
بھی کھلایا پھر آپ نے فرمایا خدا کے حکم سے کھڑا ہو جا وہ ذبح کیا جانور فوراً کھڑا ہوا پھر آپ نے اس شخص سے کہا میں اس خدا کو جس نے تجھے یہ معجزہ دکھایا ہے گواہ بنا کر پوچھتا ہوں کہ سچ بتا وہ روٹی کس نے لی ہے؟...... اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ آپ آگے چلے تو ایک ریگستان میں پہنچے وہاں سے آپ نے بہت سا ریت جمع کر کے فرمایا کہ سونا بن جا چنانچہ وہ حکم الٰہی سے فوراً سونا بن گیا آپ نے اس کے تین حصے کیے پھر آپ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک میرا ہے ایک تیرا ہے اور ایک اسکا ہے جس نے روٹی لی ہے اس وقت وہ کہنے لگا کہ وہ روٹی میں نے ہی لی تھی آپ نے فرمایا کہ جا یہ سب تیرا ہے پھر آپ اس سے الگ ہو کر آگے چل پڑے۔

ادھر یہ شخص اس سونے کو لے جانے کی فکر ہی میں تھا کہ کہیں سے دو آدمی آگئے انہوں نے اس سے مقابلہ کرنا چاہا آخر فیصلہ اس پر ہوا کہ تینوں برابر تقسیم کر لیں اس کے بعد انہیں بھوک نے ستایا تو آپس میں مشورہ کیا جس میں طے کیا کہ ایک شخص کھانا لینے کے لئے جائے چنانچہ کھانا لے جانے والا یہ سوچنے لگا کہ میں یہ سارا مال کیوں نہ پالوں چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا لیا تاکہ وہ دنوں مر جائیں ادھر ان دونوں نے آپس میں طے کیا کہ جب وہ کھانا لے کر آئے تو اسے قتل کر دیں تاکہ مال دو آدمی میں تقسیم ہو چنانچہ جب وہ کھانا لے کر آیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا جب وہ کھانے بیٹھے تو زہر کی وجہ سے یہ دونوں بھی مر گئے اور یہ سونا اسی جگہ پڑا رہا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واپسی پر ادھر سے گذر ہوا تو آپ کے ساتھ جو لوگ تھے ان سے فرمایا کہ یہ ہے دنیا اس سے بچتے رہو۔ (روض الریاحین ص ۲۱۴ کرامات اولیاء)

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک دعا

حضرت معمر نے جعفر بن برقان سے نقل کیا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم یہ دعا پڑھا کرتے تھے

اللهم انی اصبحت لا استطیع دفع ماأكره ولا املك نفع ما ار جو واصبح لامر بیدك لا بید غیرك و اصبحت مرتهنا بعملی فلا فقیر افقر منی اللهم لا تشمت بی عدوی ولا تسبی صدقی ولا تجعل مصیبتی فی دینی ولا تجعل الدنیا اكبر همی ولا مبلغ علمی ولا غایة املی ولا تسلط علی من لا یر حمنی

(ترجمہ) اے میرے اللہ میری صبح یوں ہوتی ہے کہ میں ناپسندیدہ کو ہٹا نہیں سکتا اور جس نفع کا امیدوار ہوں اس کا مالک نہیں اور تیرے قبضے میں یہ سب معاملہ ہے تیرے سوا کسی کے قبضے میں نہیں اور میں اپنے عمل میں پکڑا گیا ہوں کوئی ایسا فقیر نہیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اے اللہ مجھ پر میرے دشمن کو خوش نہ کر اور نہ ہی میرے دوست کو مجھ سے غمزدہ کر اور میرے دین میں مصیبت نہ ڈال اور دنیا کو میرا سب سے بڑا غم نہ بنا اور نہ انتہائے علم اور نہ انتہائے امید بنا اور مجھ پر اسے مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے آمین۔۔۔۔

و صلی الله تعالی وسلم علی خیر خلقه سیدنا و نبینا وحبیبنا وشفیعنا ومولانا محمد و علی آله و اصحابه اجمعین ......